مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ختمِ نبوت

ہفت روزہ
کراچی

★

امام ابو حنیفہؒ کا فتویٰ

جو شخص مدعی نبوت سے

نبوت کی علامت طلب کریگا

وہ کافر ہوگا

الخیرات الحسان
لابن حجر المکیؒ

جلد ۲
۲۷ جنوری تا ۲ فروری ۸۴ء ۲۲ تا ۲۸ ربیع الثانی ۱۴۰۴ھ
شمارہ ۳۳

خصائل نبوی
بر شمائل ترمذی

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پھلوں کا ذکر

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ

۴ حدثنا محمد بن یحیی حدثنا محمد بن عبد العزیز الرملی حدثنا عبد اللہ بن یزید بن الصلت عن محمد بن اسحق عن یزید بن رومان عن عروۃ عن عائشۃ رضی اللہ تعالی عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اکل البطیخ بالرطب۔

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تربوز کو تر کھجوروں کے ساتھ تناول فرماتے تھے۔

۵۔ حدثنا قتیبۃ بن سعید عن مالک بن انس، ح وحدثنا اسحق بن موسی حدثنا مالک عن سہیل بن ابی صالح عن ابیہ عن ابی ھریرۃ قال کان الناس اذا راوا اول الثمر جاؤا بہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاذا اخذہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللھم بارک لنا فی ثمارنا وبارک لنا فی مدینتنا وبارک لنا فی صاعنا وفی مدنا اللھم ان ابراھیم عبدک وخلیلک ونبیک وانی عبدک ونبیک وانہ دعاک لمکۃ وانی ادعوک للمدینۃ بمثل ما دعاک بہ لمکۃ ومثلہ معہ قال ثم یدعوا صغر ولید یراہ فیعطیہ ذلک الثمر۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ لوگ جب کسی نئے پھل کو دیکھتے تو اس کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لاکر پیش کرتے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھتے

اللھم بارک لنا فی ثمارنا وبارک لنا فی مدینتنا وبارک لنا فی صاعنا وفی مدنا اللھم ان ابراھیم عبدک وخلیلک ونبیک وانی عبدک ونبیک وانہ دعاک لمکۃ وانی ادعوک للمدینۃ بمثل ما دعاک بہ لمکۃ ومثلہ معہ۔

اس کے بعد جس چھوٹے بچہ کو دیکھتے اس کو مرحمت فرمادیتے۔

(ترجمہ دعا) اے اللہ تعالیٰ ہمارے پھلوں میں برکت فرما اور ہمارے شہر میں برکت فرما اور ہماری ان چیزوں میں جو صاع اور مُدّ سے ناپی جاتی ہوں (یہ دو پیمانے ہیں مدینہ منورہ میں کھجوریں وغیرہ سب چیزیں ان سے ناپ کر فروخت کی جاتی تھیں) ان میں برکت فرما اے اللہ تعالیٰ واقعی حضرت ابراہیم علیہ السلام تیرے بندے اور تیرے دوست اور تیرے نبی تھے اور بے شک میں بھی تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں (چونکہ موقعہ تواضع کا تھا اس لئے اپنے حبیب ہونے کا ذکر اس جگہ نہیں فرمایا) انھوں نے (جن چیزوں کی) دعا اپنے آباد کردہ شہر مکہ مکرمہ کے لئے کی ہے (جس کا بیان آیت

فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم وارزقھم من الثمرات۔

میں ہے کہ لوگوں کے قلوب مکہ کی طرف مائل فرمادے اور پھلوں کی روزی ان لوگوں کو میسر فرما) وہی دعا اس دوچند مقدار میں میں مدینہ منورہ کے لئے کرتا ہوں

ہفت روزہ
ختم نبوت
کراچی

زیر سرپرستی
حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم
سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

مدیر مسئول
عبدالرحمٰن یعقوب باوا

مجلس ادارت
مفتی احمد الرحمان
مولانا محمد یوسف لدھیانوی
ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر
مولانا بدیع الزمان
مولانا منظور احمد الحسینی

فی پرچہ ۱- ڈیڑھ روپیہ

بدل اشتراک
سالانہ ــــــــ ۶۰ روپیہ
ششماہی ــــــــ ۳۵ روپیہ
سہ ماہی ــــــــ ۲۰ روپیہ

برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک
سعودی عرب ــــــــ ۲۱۰ روپیہ
کویت، اومان، شارجہ دوبئی، اردن اور
شام ــــــــ ۲۴۵ روپیہ
یورپ ــــــــ ۲۹۵ روپیہ
آسٹریلیا، امریکہ، کینیڈا ــــــــ ۲۴۰ روپیہ
افریقہ ــــــــ ۲۱۰ روپیہ
افغانستان، ہندوستان ــــــــ ۱۶۵ روپیہ

فون نمبر ـ ۱۶۷۱ء

رابطہ دفتر
دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت پرانی نمائش کراچی

فہرست

۱. خصائل نبوی
حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ ۲
۲. تبریک حج
مولانا سعید احمد جلالپوری ۳
۳. ابتدائیہ
عبدالرحمان یعقوب باوا ۵
۴. مولانا لال حسینؒ کی یادگار تقریر
مرسلہ مولانا تاج محمد صاحب ۹
۵. کادیانی فرشتے
مولانا منظور الحسینی ۱۳
۶. محبت رسولؐ
مولانا محمد اقبال رنگونی ۱۵
۷. کاروانِ ختم نبوت

شعبۂ کتابت :- حافظ عبدالستار واحد کاتب
حافظ گلزار احمد

قبولیتِ حج اور داڑھی منڈانا

ایک لمحۂ فکریہ

تحریر:۔ سعید احمد جلالپوری

حکومت پاکستان کی طرف سے جاری کردہ یہ اعلان پڑھ کر ازحد خوشی ہوئی کہ حکومت نے (بسلسلہ پروگرام حج برائے سنہ ۱۴۰۴ھ و ۱۹۸۴ء) عوام اور اہل فہم حضرات سے تجاویز طلب کی ہیں، میں سمجھتا ہوں یہ حکومت کی وسعت ظرفی ہے جس سے اُمید کی جاتی ہے کہ حکومت اس سلسلہ میں آنے والی ہر تجویز پر ٹھنڈے دل سے غور و فکر کے بعد اس سے اچھے نتائج اخذ کرنے کی کوشش کرے گی۔ اور یہی وہ امید ہے جس کی بناء پر میں بھی اپنی چند تجاویز پیش کرنا چاہتا ہوں اُمید ہے کہ نبی رحمۃ کے واسطے اس پر بھی ضرور عملدرآمد کرایا جائے گا۔

"حج" ایک مقدس فریضہ ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمادیں اس کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا سعادت ہوسکتی ہے مگر آج کل دین سے غفلت اور لاپرواہی کے باعث یا تو امور دینیہ کو طاق نسیان کے حوالہ کر دیا جاتا ہے اور اگر کسی کو اس کی توفیق بھی ہوتی ہے تو محض لااُبالی پنا اور لاپرواہی سے ہر ایک نیکی اور عبادت کو روواجاً کیا جاتا ہے۔ اور اس کی رُوح حاصل کرنے کی قطعی کوشش نہیں کی جاتی۔ بلکہ "نیکی برباد گناہ لازم" کے مصداق ایک نیکی کرنے پر دوچار گناہوں کا ارتکاب کرکے اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بجائے اس کے غضب کے مستحق بن جاتے ہیں۔

حج کا مقصد یہ ہے کہ انسان بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہوکر دیوانہ وار اپنے سابقہ گناہوں کی مغفرت چاہتے ہوئے آئندہ کے لئے وعدہ کرے کہ میں تیری نافرمانی نہ کروں گا اور حیران و سرگردان کفن بردوش ننگے سر چکر کاٹتے ہوئے زبان سے یہی کہے جا رہا ہوتا ہے "اے اللہ میری توبہ! میں آئندہ تیری نافرمانی نہ کروں گا۔" لیکن عمل سے وہ اپنے اس قول کی تکذیب کرتا ہے اور اپنی شکل تک کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فرمان کے بالکل خلاف بنائے پھرتا ہے۔ تو کیا اس کے اس زبانی دعوے کی حیثیت بھلا ڈرامے اور مزاح سے بڑھ کر اور کیا ہوسکتی ہے! کیا یہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے اس ڈرامائی انداز سے اس کے جملہ گناہوں کو معاف فرمادیں؟ یا اتنا غضبناک ہو جائیں گے؟ پھر جب یہاں سے چل کر مدینہ منورہ کی حاضری ہوتی ہے تو وہاں بھی آپ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر صلوٰۃ وسلام تو محبت سے پڑھے جاتے ہیں مگر عمل وہاں بھی خلاف ہوتا ہے آپ ہی بتلائیے جب آپؐ پر اس حاجی کے صلوٰۃ وسلام پیش کئے جائیں گے (جس نے آپؐ کے مخالفوں کی شکل بنا رکھی ہے) تو اُسے کس قدر قبولیت سے نوازا جائے گا۔!

اور آج کل تو جب کسی حاجی سے اس سلسلہ کی بات کی جاتی ہے کہ ماشاء اللہ آپ حج پر جارہے ہیں لہٰذا اب تو آپ حضور صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت (داڑھی) کو منہ پر چھوڑ دیں۔ اسی پر اکثر حضرات تو بے تکلفی سے یہ کہہ دیتے ہیں کہ "داڑھی کی کوئی خاص اہمیت نہیں اگر اس کی کوئی اہمیت ہوتی تو سعودی عرب کے لوگ کیوں کترتے" نعوذ باللہ نعوذ باللہ!

حالانکہ شریعت اسلامیہ میں داڑھی کی بڑی اہمیت ہے۔ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم، صحابہؓ، تابعینؒ، ائمہ مجتہدین، محدثین، فقہاکرام

(باقی صفحہ ۲۳ پر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابتدائیہ

الحمد للہ وکفی والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدی

علماء کنونشن ۱۹۸۰ء اور ۱۹۸۴ء

ایک جائزہ

"علماء کنونشن" کا دوسرا دور جو تقریباً تین سال چار ماہ کے وقفے کے بعد منعقد ہوا۔ حسب سابق چند سفارشات اور تجاویز کے اعلانات کے بعد ختم ہو گیا۔ علمائے کرام میں سے شاید ہی کسی نے اہلِ اقتدار سے یہ پوچھا ہو گا کہ ۱۹۸۰ء میں منعقد ہونے والے "علماء کنونشن" میں جن فیصلوں کا اعلان کیا گیا تھا۔ اس پر عملدرآمد کہاں تک ہوا؟ اور اگر عملدرآمد نہ ہو سکا تو کیوں نہیں؟ وہ کون سی مصلحتیں یا رکاوٹیں ہیں۔ جن کی وجہ سے عملدرآمد نہ ہو سکا۔ ذرا آئیے! ۱۹۸۰ء کے کنونشن میں صدر مملکت نے جن فیصلوں کا اعلان کیا تھا۔ اور وہ اخبارات کے ریکارڈ میں آج بھی محفوظ ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

"اسلام آباد، ۲۲، اگست (اپ پ ا) صدر جنرل محمد ضیاء الحقؒ نے آج دو روزہ علماء کنونشن کے شرکاء کو یقین دلایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور دیگر بزرگان دین سے متعلق توہین آمیز تحریریں اور تقریریں کرنے والوں کو سخت سزائیں دی جائیں گی۔ کنونشن میں پیش کردہ اس تجویز سے اتفاق کرتے ہوئے کہا کہ اس مقصد کے لئے قانون نافذ کیا جائے۔ صدر نے کہا کہ اس سلسلے میں ضروری قانون بنایا جائے گا۔ ساتھ ہی احمدیہ اقلیت کے لٹریچر پر بھی کڑی نظر رکھی جائے گی۔ اور انہیں کسی طرح کا اسلام دشمن مواد شائع کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی"۔ (روزنامہ نوائے وقت ۲۳ اگست ۱۹۸۰ء)

صدر مملکت کے اس اعلان کے بعد ۱۶ ستمبر ۱۹۸۰ء کے اخبارات ہم دیکھ کر حیران و ششدر رہ گئے کہ نافذ ہونے والا قانون خلفائے راشدین، اہل بیت اور صحابہ کرامؓ کی شان میں گستاخی کو تو جرم قرار دیتا ہے۔ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس کی توہین کرنے والوں کے لئے مذکورہ قانون بالکل خاموش ہے جیسا کہ اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن کو اعتراف ہے۔ اور وہ بھی تسلیم کرتے ہیں۔ انہوں نے علماء کنونشن ۱۹۸۴ء میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

"مروجہ قوانین میں اصحاب رسولؐ اور اہل بیت کی توہین کرنے والوں کے لئے سزا تو مقرر ہے۔ لیکن توہین رسالت کے مرتکب افراد کے لئے کوئی سزا نہیں" (روزنامہ جسارت ۹ جنوری ۱۹۸۴ء)

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ صدر مملکت کے واضح اعلان کے باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، کے لفظ کو آرڈیننس سے کیوں حذف کیا گیا۔؟ یہ کس کی ذمہ داری تھی؟ ہمارے نزدیک یہ ایک بہت بڑی سنگین غلطی ہے حکومت کو چاہئے کہ وہ خفیہ ہاتھ تلاش کرے۔ جس نے ایسی حرکت کی ہے۔

جہاں تک قادیانیوں کے لٹریچر کی نگرانی کا تعلق ہے تو ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ یہ نیک کام آج تک نہیں ہوا۔ بلکہ علماء کنونشن ۱۹۸۰ء کے بعد قادیانی اخبارات کی اشتعال انگیز تحریروں میں کمی کے بجائے اضافہ ہوا۔ اور مرزا طاہر کے دور میں قادیانی اخبارات کے لب ولہجہ میں مزید تیزی پیدا ہوگئی ہے۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (نعوذ باللہ) باباگرونانک سے تشبیہ دینے سے گریز نہیں کیا گیا۔

ہم بجا طور پر یہی نتیجہ اخذ کرسکتے ہیں کہ۔ علماء کنونشن ۱۹۸۰ء کے بعد قادیانی مسئلہ ابھی وہیں کھڑا ہے جہاں پہلے تھا۔ بلکہ قادیانیوں کی طرف سے جارحانہ سرگرمیوں اور اشتعال انگیز کارروائیوں میں اضافہ ہی ہوا۔ یہ ہم سب اور حکومت کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔

علماء کنونشن ۱۹۸۰ء کی طرح علماء کنونشن ۱۹۸۴ء میں بھی چند سفارشات اور تجاویز پیش کی گئیں۔ اور اعلان کیا گیا۔ کہ ان سفارشات پر عملدرآمد کیا جائے گا۔ یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا۔ کہ آیا سفارشات کو عملی طور پر نافذ کیا جاتا ہے۔ یا اسے بھی سابقہ روایات کے مطابق "گول" کیا جاتا ہے۔

اس سلسلے میں اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات قابل داد ہیں۔ ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن اور ان کے رفقاء مبارکباد کے مستحق ہیں۔ ڈاکٹر موصوف کا علماء کنونشن کے اختتامی اجلاس سے خطاب ملاحظہ فرمایئے۔

"اسلام آباد، ۸ جنوری (اے پی پی / نمائندہ جنگ) اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن نے علماء کنونشن کو بتایا ہے کہ اسلامی کونسل نے حکومت کو یہ سفارش پیش کی ہے۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والے شخص کو موت کی سزا دی جائے۔ آج شام علماء کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ کونسل نے مزید سفارش کی ہے۔ کہ قادیانیوں کو اپنی عبادت گاہوں کو مسجد اور عبادت کی ادائیگی کے لئے دی جانے والی "کال" کو اذان کہنے سے روک دیا جائے۔ کیونکہ یہ مسلمانوں کے "سمبلز" ہیں" (روزنامہ جنگ کراچی، ۹ جنوری ۱۹۸۴ء)

ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن کی تجاویز پر اگر حکومت عمل کرے تو ہم سمجھیں گے کہ یہ اسلام کی ایک بہت بڑی خدمت ہوگی۔ اور تاریخ اسلام کا یہ روشن ترین باب ہوگا۔ امت مسلمہ ممنون ہوں گی۔ اور حکومت وقت کا اہم ترین کارنامہ سمجھا جائے گا ——— ایک اسلامی ملک میں شان رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والوں کی سزا موت ہی ہوسکتی ہے۔ اسی طرح قادیانی عبادت گاہوں کو سلسلے میں عرض کرنا چاہتے کہ ان کو مساجد کی شکل میں اپنی عبادت گاہ بنانے کی اجازت نہ دی جائے۔ اور جیساکہ اسلامی نظریاتی کونسل نے سفارش کی ہے۔ کہ ان کی عبادت گاہوں کا نام "مسجد" اور نماز کے لئے بلانے والی "کال" کو آذان کہنے سے روک دیا جائے۔ کیونکہ یہ شعائر اسلام میں سے ہیں اور اسلامی شعائر کی توہین ناقابل برداشت ہے۔

ہم امید کرتے ہیں کہ حکومت پوری توجہ سے علماء کنونشن کی سفارشات اور تجاویز کو قانونی شکل میں فوری طور پہ نافذ کرتے ہوئے مسلمانان پاکستان کے دیرینہ کو مطالبہ پورا کرے گی۔

ایک چراغ اور بجھا

تنظیم اہل سنت پاکستان کے بانی امام اہل سنت حضرت مولانا سید نور الحسن شاہ بخاری ۴ر جنوری ۱۹۸۴ء کی رات گیارہ بجے ملتان میں انتقال کر گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ ۝

آپ کی عمر ۷۴ برس تھی۔ مسلمانوں کے محسن، اسلام کے عظیم فرزند، پاکستان کے ہر دلعزیز مذہبی خطیب، قلم کے شہسوار اور قومی راہنما تھے۔ حق تعالیٰ شانہٗ آپ کو بے پناہ خوبیوں سے نوازا تھا۔ ڈیرہ غازیخان کے علاقہ راجن پور میں سکول ٹیچر تھے۔ اور یہیں کے رہنے والے تھے۔ حضرت امیر شریعت رح جب اس علاقے میں تبلیغی پروگرام کے سلسلے کے لئے تشریف لے گئے تو آپ کی ذہانت و فطانت سے بہت متاثر ہوئے۔ اور مشورہ دیا کہ آپ درس نظامی پڑھ لیں۔ تو بہت مناسب ہوگا۔ چنانچہ مولانا تیار ہو گئے۔ حضرت امیر شریعت اپنے ہمراہ دیوبند لائے اور داخل کرایا۔ تین سال کے قلیل عرصے میں تمام علوم و فنون پر عبور حاصل کیا۔ اور دیوبند میں حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی رح سے دورہ حدیث پڑھ کر "ماسٹر" کے ساتھ ساتھ "عالم" بھی بن گئے۔ تکمیل علوم کے بعد تنظیم اہل سنت کی بنیاد رکھی۔ تنظیم کے ۲ ترجمان ماہنامہ "تنظیم اہل سنت" اور ہفتہ وار "دعوت" لاہور کے ایڈیٹر بنے۔ اس طرح سے آپ کی صحافتی زندگی کا آغاز ہوا۔ آپ کی بے پناہ محنت سے یہ دونوں پرچے مثالی بن گئے۔ اپنے ذوق کے مطابق ساتھ ہی ساتھ تحفظ ناموس صحابہ کے محاذ پر گرانمایہ تصانیف کا سلسلہ شروع کیا۔ جو تا حین حیات جاری۔ آپ نے ۵۳ء اور ۷۴ اور دیگر مذہبی تحریکوں میں بھرپور حصہ لیتے ہوئے قائدانہ کردار ادا کیا۔ ۳۰ر دسمبر ۱۹۸۳ء اپنی زندگی کا آخری جمعہ تنظیم اہل سنت نواں شہر ملتان کی مسجد میں پڑھایا۔ اور فرمایا کہ زندگی کی دو خواہشیں تھیں۔ حرمین شریفین کی حاضری اور سیرت اصحاب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کتاب کی تکمیل۔ حرمین کی حاضری اس سال ہو چکی ہے اور کتاب میں نے اس ہفتہ مکمل کر لی ہے۔ اب کوئی خواہش اور تمنا دل میں باقی نہیں۔ ۴ر جنوری ۱۹۸۴ء بدھوار عشاء کی نماز کی خود امامت فرمائی۔ پھر اس مسودہ کو لے کر نظر ثانی کے لئے بیٹھ گئے اسی حالت میں دل پر دورہ پڑا اور اسی حالت میں کہ کتاب گود میں تھی۔ واصل بحق ہو گئے۔ ۵ر جنوری جمعرات لانگے خان باغ میں جنازہ ہوا۔ مولانا علامہ عبد الستار تونسوی نے نماز جنازہ پڑھائی۔

ادارہ ہفت روزہ ختم نبوت اور مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے تمام رہنماؤں اور کارکنوں نے تعزیت کا اظہار کیا۔ دعا کی ہے کہ اللہ تعالے آپ کو جنت الفردوس میں درجات عالیہ نصیب فرمائے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

حضرت مولانا لال حسین صاحب اخترؒ کی

ایک یادگار تقریر

مرسلہ:۔ تاج محمد صاحب مدرس مدرسہ قاسم العلوم فقیر والی ضلع بہاولنگر

خطبہ مسنونہ اور آیت ختم نبوت کی تلاوت کے بعد فرمایا:

حضرات! چودہ سو سال سے پوری امت کا اس پر اتفاق ہے، کسی بھی مسلمان کو اختلاف نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت بند ہو چکی ہے، ختم ہو چکی ہے۔ تکمیل ہو گئی ہے۔ فتنہ مسیلمہ کذاب کی بیخ کنی کے وقت حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد مسعود میں اس پر اجماع ہو چکا ہے۔

اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بعد نہ کوئی دوسرا خدا ہے۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی طرح حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی دوسرا نبی نہیں ہو سکتا۔

خداوند کریم اپنی خدائی میں بے مثال ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نبوت میں بے مثال ہیں۔ خدا تعالیٰ اپنی توحید میں وحدہٗ لاشریک ہیں۔ محمد عربیؐ اپنی نبوت میں وحدہ لاشریک۔ لا الٰہ الا اللہ کے بعد معبود والٰہ کوئی نہیں۔ محمد رسول اللہؐ کے بعد نبی و رسول کوئی نہیں۔

لا الٰہ الا اللہ میں جس طرح نفی جنس کے لیے لا استعمال ہوا، اسی طرح لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ میں بھی لا نفی جنس کے لیے آیا ہے۔ جس طرح لا الٰہ الا اللہ چھوٹا۔ بڑا۔ پورا۔ ادھورا ظلی بروزی کوئی الٰہ نہیں۔ اسی طرح لا نبی بعدی میں ظلی تشریعی۔ بروزی۔ مرزی۔ چھوٹا۔ موٹا۔ عربی عجمی کوئی نبی نہیں

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جملہ انبیاء علیہم السلام کی امتوں کے لیے جو ایمان لانے کے کلمے مقرر فرمائے۔ سب کے الفاظ کو پڑھ لیا جائے تو بات دو ٹوک واضح ہو جاتی ہے اور کوئی ابہام باقی نہیں رہتا۔ مثلاً فرمایا:

لا الٰہ الا اللہ آدم صفی اللہ
〃 〃 〃 نوح نجی اللہ
〃 〃 〃 ابراہیم خلیل اللہ
〃 〃 〃 موسیٰ کلیم اللہ
〃 〃 〃 اسمٰعیل ذبیح اللہ
〃 〃 〃 عیسیٰ روح اللہ

مگر جب محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی باری آئی تو فرمایا۔ محمد رسول اللہ۔ اس فرق سے واضح کرنا مقصود تھا کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر رسالت کا سلسلہ مکمل ہو چکا ہے۔ اسی لیے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

اول الانبیاء آدم وآخرھم محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

یا پھر ایک اور طریقہ سے یوں سمجھئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے جس نبی کو مخاطب فرمایا۔ حکم دیا۔ نام لے کر شرف مخاطبت بخشا۔

یا آدم اسکن انت وزوجک الجنۃ

یا عیسٰی انی متوفیک

یا یحییٰ خذ الکتاب بقوۃ

یا ابراھیم قد صدقت الرویا ۔

ما تلک بیمینک یا موسیٰ

تمام انبیاء علیہم السلام کو (BY NAME) نام لے کر پکارا ۔ لیکن حضور علیہ السلام کو یا محمد نہیں فرمایا گیا ۔ بلکہ یٰسین ۔ مزمل ۔ مدثر ۔ طٰہٰ ۔ والضحٰی ۔ یا ایہا النبی ۔ یا ایہا الرسول فرمایا گیا ۔

میرے محترم حضرات ! انگریز کا اس وقت چل چلاؤ ہے عرش معلیٰ پر انگریز کے جانے کے فیصلے ہو چکے ہیں ۔ انگریز بدبخت جا رہا ہے ۔ بقول حضرت امیر شریعت اس کا تخت الٹا جا رہا ہے ۔ مگر انگریز اپنے جانے کے بعد اپنی ناپاک یادیں ہم میں چھوڑے جا رہا ہے ۔ پنجابی نبوت بھی اسی کی پیدا کردہ ۔ پرورش کردہ یاد ہے ۔

مالیر کوٹلہ والو! آج تم سے ایک بات کہہ دیتا ہوں کہ قل اللھم مالک الملک ۔ صرف اللہ کی ذات ہے ۔ انسان جب رشد و ہدایت کی انتہا کو پہنچ جائے تو اس کی نظر صرف خدا پر ہوتی ہے ۔ اللہ تعالیٰ جو چاہیں کریں کوئی اس کے ارادے وتقدیر کے سامنے دم نہیں مار سکتا ۔ امان اللہ خاں کو ایک آن میں بے تاج کر دیا ۔ جلال آباد سے نکلا تو جیب میں کوڑی تک نہ تھی ۔ اور بچہ سقہ جو پشاور میں دوکانداری کرتا تھا اسے تخت پر بٹھا دیا اس کی مرضی ہے ۔ آن واحد میں بادشاہ کو گدا کر دیا ۔ گدا کو شاہ کر دیا پھر اُسے پھانسی کے تختے پر لٹکوا دیا ۔

اللہ رب العزت کی قہاریت وجباریت سے ڈرنا چاہیئے خداوند کریم اپنے محبوب کے بارے میں بڑے حساس ہیں ۔ آج انگریز نے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی تخت گاہ پر ایک بھی دہقان نادے کو مسلط کر کے خداوند کریم کے غضب کو للکارا ہے ہم سب کا فرض ہے کہ انگریزی نبی کی تردید میں اپنی تمام تر صلاحیتوں کو صرف کر دیں ۔ حضور علیہ السلام سے محبت وعشق کا یہی ایک راز ہے کہ آپ کی مسند پر کسی کو برداشت نہ کیا جائے ۔ یہی ایک مسئلہ سمجھانے کے لیے آپ کے ہاں حاضر ہوا ہوں ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ختم نبوت کو سمجھانے کے لیے مختلف مثالوں وطریقوں کو اختیار فرمایا تاکہ کوئی ابہام نہ رہے ۔

حدیث شریف میں ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا ایہا الناس ان ربکم واحد وابا کم واحد وکتابکم واحد ونبیکم واحد آخر میں فرمایا ۔ دینکم واحد ۔ اے مسلمانو! تمہارا خدا ایک ہے تمہارا باپ ایک تمہاری کتاب ایک فرمایا اسی طرح تمہارا نبی بھی ایک ۔ جس طرح کسی موحد مسلمان کے دو خدا ۔ دو کتابیں دو دین نہیں ہو سکتے ۔

یا جس طرح کسی حلالی انسان کے دو باپ نہیں ہو سکتے ۔ اسی طرح کسی مسلمان کے دو نبی نہیں ہو سکتے ۔ قربان جائیں حضور علیہ السلام کی رحمت وشفقت کے آپ کی خطابت وافصح العرب ہونے کے ایک ہی حدیث میں اشارہ کر دیا ۔ جسے پڑھا لکھا اور ان پڑھ ہر انسان سمجھ سکتا ہے کہ روحانی تعلق کتاب و دین نبی کا اس میں بھی کوئی شریک برداشت نہیں کر سکتا ۔ جسمانی تعلق میں باپ کا تعلق ہے ۔ کوئی شریف انسان اس میں بھی شریک برداشت نہیں کر سکتا ۔ ان پڑھ آدمی کے لیے اس سے زیادہ واضح اور کیا بات ہو سکتی ہے کہ حلال زادے کا باپ ایک ۔ مسلمان کا نبی ایک ۔ باپ کے ساتھ کسی اور کو شریک کیا تو ماں کی شرافت کا بیڑا غرق ۔ حضور علیہ السلام کی نبوت میں کسی اور کو شریک کیا تو ایمان کی کشتی غرق ۔ اسی لیے میں نے ابتداء میں عرض کیا تھا کہ مسلمان کے نزدیک خدا تعالیٰ اپنی توحید میں وحدہ لاشریک ہونے چاہئیں اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نبوت ورسالت میں وحدہ لاشریک ہونے چاہئیں ۔ گاڑی ایمان ویقین کی تب سلامتی سے چل سکے گی ۔ آج پنجابی نبی نے اور اس کی ذریت نے اس اساس پر شبخون مارا ہے ۔ مارا نہیں بلکہ ان سے مروایا گیا ہے ۔ اصل سازش تو انگریز کی ہے ۔ یہ بیچارے تو "آلہ کار" ہیں ۔ یا بقول پنجابی نبی کے "خود کاشتہ پودے" ہیں :-

اللہ رب العزت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سراجاً منیرا کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں یعنی چمکتا ہوا

سورج ۔ جس طرح امریکہ ۔ افریقہ ۔ عرب و عجم ہند ۔ سندھ اردن ۔ عراق انڈونیشیا، آسٹریلیا، تمام دنیا کی روشنی کے لیے ایک ہی سورج ہے ۔ اسی طرح کل کائنات کی ہدایت و فلاح کے لیے ایک نبی ہے ۔ سورج کے بعد اور کسی روشنی کی ضرورت نہیں ۔ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور نبی کی ضرورت نہیں اور پھر آسمان کے سورج اور محمد عربیؐ کے سراج منیر میں فرق ہے ۔ اس کو واضح کرنے کے لیے منیر کا لفظ لایا گیا ہے ۔ سورج کو گرہن لگتا ہے ۔ کہیں روشنی کہیں اندھیرا ۔ حضور علیہ السلام کی نبوت والے سراج منیر کو نہ تو گرہن لگے ۔ اور یہ سب کے لیے روشنی ہی روشنی نصف النہار کی طرح آج اس وقت (مئی ۱۹۳۷ء) میں اٹھارہ مدعی نبوت موجود ہیں ۔ احمد نور کابلی قادیاں میں دوکانداری کرتا ہے ۔ ناک کٹی ہوئی ہے ۔ ربڑ کی ناک سے گزارہ کرتا ہے ۔ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا ۔ حضرت امیر شریعت پر کیس چلا کر آپ نے انگریز کے خود کاشتہ پودا کی مخالفت کی ہے ۔ آپ نے عدالت میں احمد نور کابلی کو اپنی صفائی کے گواہ کے طور پر پیش کیا ۔ احمد نور کے ناک کٹا ہونے کے باعث آواز میں خوفناک حیرت ناک غنغناہٹ تھی ۔ عدالت نے پوچھا نام کیا؟ احمد نور، باپ کا نام؟ نبی نور ۔ حضرت امیر شریعت نے حقارت سے قہقہہ لگایا اور جملہ کسا نور علی نور ۔ عدالت نے ناک بھول چڑھائے ۔ جج نے پوچھا "شاہ جی میں سمجھ نہیں سکا کہ آپ احمد نور جیسے ناک کٹے کو عدالت میں کیوں لائے؟ یہ آپ کی کیا صفائی دے گا ۔ حضرت امیر شریعتؒ نے گرجدار آواز میں چمکیلی آنکھوں سے عدالت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر فرمایا "صاحب بہادر! احمد نور کابلی جیسا بد صورت کریہہ المنظر آواز والا بھی قادیان میں دعویٰ نبوت کر کے اپنی اتباع کی دعوت دیتا ہے"۔ عدالت نے کہا آپ کا مقصد؟ (یعنی آپ کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں) حضرت شاہ صاحب نے فرمایا میں اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ اگر نبوت کا دروازہ کھول دیا گیا تو ہر اللہ تلہ نبوت کا دعویٰ کر کے میرے حضرت میاں صلی اللہ علیہ وسلم کے مسند پر شب خون مار کر ہمارے دل خون خون کرے گا ۔ مگر میں یہ واضح کر دوں کہ میں حسنی حسینی سید ہوں ۔ اپنے نانے کی مسند پر قادیان کے دہقان زادے بھینگے کو یا ناک کٹے کو نہیں بیٹھنے دوں گا ۔ یہ تو درکنار میرے میاں صلی اللہ علیہ وسلم کی مسند نبوت پر ابوبکر بھی نہیں بیٹھ سکتے ۔ عدالت کو بات سمجھ آگئی ۔

مالیر کوٹلہ والو! حضور علیہ السلام کی نبوت کا سورج آسمان ہدایت پر چمک دمک رہا ہے ۔ اب کوئی اس روشنی سے فائدہ نہ اٹھا سکے تو اس میں سورج کا کیا قصور ہے؟ ایک ایسی مخلوق بھی تو ہے جو سورج کی روشنی سے فائدہ نہیں اٹھا سکتی بلکہ سورج نکلتے ہی اس کی آنکھیں چندھیا جاتی ہیں ۔ جیسے چمگادڑ حضور علیہ السلام کے نبوت کے سورج کے مقابلہ میں اب قادیاں میں موم بتی جلائی جا رہی ہے ۔ دلیل یہ دیتے ہیں کہ حضور علیہ السلام سے فیض حاصل کر کے نبی بن گئے ۔ خدا تمہیں عقل کی نعمت سے نوازے ۔ سورج سے روشنی حاصل کر کے دنیا کی ہر چیز روشن ہوتی ہے ۔ ان پر سورج کی روشنی پڑتی ہے تو کیا یہ روشنی حاصل کر کے سورج بن جاتی ہیں ۔ کہتے ہیں کہ محبت تھی ۔ محبت میں آ کر اسی کو مانا ہے ۔ وہی ہے اور تو نہیں ۔ ایک عورت کہیں جا رہی تھی ۔ خوبصورت ہو گی ۔ ایک آدمی ٹھنڈے سانس لیتا ہوا پیچھے پیچھے چل دیا عورت نے پوچھا کیوں صاحب کیا بات ہے؟ ویسے پیچھے کیوں چلے آ رہے ہو؟ کچھ کہا ہوتا، کچھ سنا ہوتا ۔ اس آدمی نے کہا کہ آپ کے حسن نے مجھے خرید لیا ہے آپ کی محبت میں فریفتہ ہوں ۔ عاشق ہوں ۔ عورت سمجھدار تھی ۔ اس نے کہا ۔ میں کیا میرا حسن کیا ۔ میرے پیچھے ایک اور عورت آ رہی ہے ۔ حسن کی شہزادی ہے ۔ میں تو اس کی غلام ہوں ۔ عاشق نے آنے والی کی راہ تکنا شروع کر دیا ۔ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر پیچھے کو تکنا شروع کر دیا ۔ عورت نے اس کے منہ پر تھپڑ رسید کیا ۔ گر پڑا عورت نے کمر پہ لات مار کر عشق کا بھوت چھٹی کرا دیا ۔ ہانپتا کانپتا اٹھا ۔ پوچھا یہ کیا؟ عورت نے کہا جھوٹے کہیں کے ۔ دعویٰ عشق و محبت کا مجھ سے اور دیکھتے پیچھے ہو ۔ اب بات سمجھ میں آئی کہ میں عشق کے سبق میں مارا گیا ۔ پاک دامن بی بی نے مسئلہ سمجھا دیا کہ جس کی محبت کا دعویٰ کرتے ہو

انہی کے بن کر رہو۔ محبت کا دعویٰ تو کریں حضور علیہ السلام سے اور مانیں قادیان کے دہقان زادے کو۔ اگر حضور علیہ السلام سے محبت تھی تو قادیاں کی طرف دیکھا کیوں۔

میرے دوستو! مرزائی دن رات لوگوں کو کہتے پھرتے ہیں کہ ہم تمام کام مسلمانوں والے کرتے ہیں۔ نماز۔ روزہ۔ حج زکوٰۃ تمام کام مسلمانوں والے، مگر پھر بھی مولوی ہمیں کافر کہتے ہیں۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ مسلمان نماز۔ روزہ۔ حج زکوٰۃ تمام اسلامی احکام بجا لاتے ہیں۔ تم ان کو کافر کیوں کہتے ہو۔ جس طرح تمہارے نزدیک مسلمان تمام اسلامی احکام بجا لانے کے باوجود کافر ہیں اسی طرح ہمارے نزدیک تم ہو۔

یہ تو ہوا الزامی جواب۔

مسلمانو! اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام میں داخل ہونے کے لیے ایک دروازہ بنایا ہے۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا۔ ہاں اسلام سے نکلنے کے بے شمار دروازے ہیں مسلمان ہونے کے لیے تمام دین کو ماننا ضروری ہے۔ کافر ہونے کے لیے تمام دین کا انکار ضروری نہیں۔ اگر کوئی کسی ایک شرعی امر کا انکار کرے گا۔ کافر ہو جائے گا۔

قادیانیوں نے ختم نبوت کی سو آیات کا انکار کیا ہے۔ حیاتِ مسیحؑ جیسے اجماع امت کا انکار کیا۔ امت مسلمہ کے ستر کروڑ مسلمانوں کو کافر کہا۔ اب ان کے کفر میں کیا شک ہے۔

قادیانیوں سے کہتا ہوں۔ بے فکر رہو۔ انگریز سے ہمیں نمٹ لینے دو۔ وہ جا رہا ہے۔ باری تمہاری آنے والی ہے یا تو کافروں کی قطار میں تمہیں کھڑا ہونا پڑے گا یا تم اپنے ہی آقا کی طرح اپنے عبرتناک انجام کو پہنچو گے۔ انگریز کے اقتدار کا برصغیر سے سورج ڈوب رہا ہے۔ وہ ڈوبا تو سارے ڈوبیں گے انگریز بھی جاوے گا اور اس کے ذلہ خوار بھی۔ (نعروں کی گونج)

حدیث شریف میں ہے کہ میرے بعد ثلثون کذابون دجالون کلھم یزعم انہ نبیؐ لانبی بعدی! آپ نے یہاں خبر دی ہے۔ ثلثون کا لفظ یہاں کثرت کے لیے آیا ہے، حصر کے لیے نہیں۔ کئی جھوٹے بدبخت ازلی لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ امت

نے ان کا مقابلہ کیا۔ انشاء اللہ اس کا بھی کیا جائے گا۔ ایک صاحب تھے گھاس پارٹی۔ سمجھے ہو۔ سبزی گھاس کھانے والے۔ گوشت نہ کھاتے تھے۔ اور گوشت نہ کھانے کی دلیل یہ دیتے تھے کہ آدمی جو چیز کھائے گا اس کے اثرات اس کے جسم میں آ جائیں گے۔ جانوروں کا گوشت کھائیں وہ ماں بہن کی تمیز نہیں کرتے۔ ہم پر بھی وہی اثر ہو جائے گا اس لیے ہم گوشت نہیں کھاتے۔ میں نے کہا کہ حیوانات میں ماں بہن کی تمیز [illegible] اصل وجہ سبزی ہے۔ گھاس ہے۔ جانور گھاس کھاتے ہیں۔ [illegible] کا اثر یہ ہوا کہ ماں بہن کی تمیز نہ رہی۔ اس لیے تم سبزی بھی کھایا کرو۔ تاکہ تم میں سبزی کے وہ اثرات نہ آ جائیں جو جانور میں آ گئے ہیں۔ ورنہ تمیز جاتی رہے گی۔ فبہت الذی کفر۔ (نعروں کی گونج شروع ہوئی) پلٹ کر فرمایا۔ میں کیا میرے جواب کو اصل مناظر تو وہ لوگ تھے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب سے ایک عیسائی نے پوچھا کہ حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سچے رسول تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے نواسے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کربلا میں کیوں نہ بچایا۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب نے فرمایا۔ بھئی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گئے تھے کہ میرے نواسے پر کربلا میں ظلم ہو رہا ہے۔ میرے نواسے کو بچاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہود نے میرے بیٹے کو پھانسی پر لٹکا دیا ہے اس قضیہ سے فارغ ہو لوں۔ پھر کربلا کا سوچیں گے عیسائی سر پیٹ کر رہ گیا۔ اپنی خفت مٹانے کے لیے کہا کہ آپ کا عقیدہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں میں ہیں اور آپ کے نبی علیہ السلام روضۂ طیبہ میں مدفون ہیں۔ ہمارے نبی اونچے آپ کے نبی نیچے۔ افضل وہی جو اونچا۔ جو نیچے ہے وہ تو شان میں کم ہوگا۔ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا۔ دریا میں جھاگ اوپر ہوتی ہے موتی تہ میں ہوتے ہیں تم بتاؤ جھاگ افضل ہے یا موتی۔ عیسائی نے شرم کے مارے آنکھیں جھکا لیں۔ میں نے تو اتنی باتیں عرض کرنا تھیں۔ اب آپ حضرات میں سے کوئی صاحب سوال کرنا چاہیں تو میں جواب دینے کے لیے حاضر ہوں۔ جو چاہو سوال کرو۔ میں جواب دوں گا۔ ایک

ایک آدمی نے سوال کیا کہ لو عاش ابراھیم لکان صدیقا نبیا کے متعلق وضاحت کریں۔ فرمایا حضرت ملا علی قاریؒ نے اس حدیث کو موضوعات میں لکھا ہے۔ اس کی سند ناقابل اعتبار ہے۔ کئی غیر معتبر راوی اس میں ہیں موضوع حدیثوں کا سہارا لے کر گاڑی نہ چلاؤ۔ ایمان و عقیدہ کے لئے نص قطعی چاہیئے۔ اٹکل پچو سے بات نہ بنے گی اس موضوع حدیث کا کیا اعتبار ہے۔ میں اصح الکتب بعد کتاب اللہ کی روایت پیش کرتا ہوں۔ حضرت امام بخاری نے اس پہ باب باندھا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادوں کو قبل از بلوغ اللہ تعالےٰ نے وفات ہی اس لئے دی کہ آپ خاتم النبیین تھے۔ وہ زندہ رہتے نبی نہ بنتے تو اعتراض ہوتا۔ نبی بنتے تو ختم نبوت پر حرف آتا۔ اللہ تعالےٰ نے پہلے وفات دے دی۔ تاکہ آپ کی ختم نبوت پر اعتراض نہ ہو، ایک اور صاحب بولے۔ مولانا اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ تو عیسیٰ علیہ السلام تو آئیں گے۔ (مولانا نے فرمایا) بھائی صاحب! حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نیا نبی پیدا نہ ہو گا۔ آپ کے بعد کسی کو نبوت نہ ملے گی۔ بنے گا کوئی نہیں۔ ایک آئے گا۔ تو پس عیسیٰ علیہ السلام۔ ان کے آنے کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پیش گوئی فرمائی ہے ان کا آنا ختم نبوت سے پہلے نبوت مل چکی ہے۔ بات پہلوؤں کی نہیں۔ بات یہ ہے کہ آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے بعد قیامت تک کسی اور فرد کو نبوت ملے گی؟ تو ہمارا عقیدہ یہ ہے۔ کہ نہیں ملے گی۔ اس پہ ہمت ہے۔ تو کوئی اعتراض کرے۔ ایک صاحب نے سوال کیا۔ کہ مولانا خاتم کا معنے کیا؟ جواباً فرمایا خاتم کا معنے بند کرنا ہیں۔ ہمارے فریق مخالف مہر کا معنے کرتے ہیں ہیں ان کے سامنے «تریاق القلوب» مرزا غلام احمد کی کتاب رکھتا ہوں۔ مرزا غلام احمد نے اس عبارت میں اپنے آپ کو خاتم الاولاد لکھا ہے۔ خود وضاحت کی کہ میں اپنے والدین کے ہاں خاتم الاولاد ہوں۔ یعنے آخری بچہ کو میرے بعد کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا۔ وہاں خاتم النبیین ہے۔ یہاں خاتم الاولاد جو ترجمہ خاتم الاولاد کا ہو گا وہی خاتم النبیین کا۔

چوٹ آئی کہ حضرت عباسؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خاتم المہاجرین فرمایا ہے۔ جواب میں فرمایا۔ آدھی حدیث نہ پڑھو پوری حدیث پڑھو، حدیث شریف پوری پڑھو گے اس میں جواب موجود ہے۔ اعتراض کرنے کی ضرورت پیش نہ آئے گی۔ حضور علیہ السلام نے فتح مکہ کے موقع پر حضرت عباسؓ کو فرمایا کہ آپ پریشان نہ ہوں آپ نے مکہ مکرمہ سے ہجرت کی نیت سے سفر کر لیا ہے۔ گو مدینہ نہیں پہنچے مگر آپ کو ہجرت کا ثواب مل گیا۔ اس لئے تو آپ نے فرمایا اطمئن یا عم عباس۔ آپ مہاجر ہیں نہ صرف مہاجر بلکہ مکہ مکرمہ سے ہجرت کرنے والوں کے خاتم المہاجرین۔ کیونکہ مکہ مکرمہ قیامت تک دارُ السلام رہے گا ہجرت نہ ہو گی۔ ہجرت دار الکفر سے ہوتی ہے دار الاسلام کیطرف جب مکہ مکرمہ دار الاسلام ہے۔ تو مکہ سے پھر کوئی ہجرت کوئی نہ کرے گا آپ مکہ سے ہجرت کرنے والوں کے آخری ہیں اسی لئے امام بخاری نے باب باندھا ہے کہ «لا ہجرۃ بعد فتح المکۃ» مکہ سے ہجرت کرنے والوں کے واقعتاً خاتم المہاجرین حضرت عباسؓ ہی ہیں۔ نہ کہ آپ ساری دنیا کے خاتم المہاجرین۔ نہ ہجرت بند ہے۔ بلکہ صرف مکہ مکرمہ سے ہجرت کرنے کو بند قرار کر دیا۔ اور حضرت عباسؓ کو خاتم المہاجرین مکہ سے ہجرت کرنے والوں کا قرار دیا۔ وہ تو ہم بھی مانتے ہیں۔ یہ تو ہمارے عقیدہ کی دلیل ہے۔ نہ کہ ان کی ہے۔ ہمت ہے تو اپنے عقیدہ کے ثبوت میں کوئی دلیل لائیں۔ قیامت تک نہیں لا سکیں گے۔ «وان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار»

ایک شخص نے کہا مولانا! قرآن مجید میں ختم کا معنے مہر کا بھی تو ہے۔ آپ نے فرمایا بھائی صاحب ختم اللہ علی قلوبھم، الیوم نختم علی افواھھم میں ختم کا معنی بھی بند کرنے کا ہے۔ ایسی مہر کہ اندر کی چیز باہر نہ آ سکے۔ اور باہر کی چیز اندر نہ جا سکے۔ ڈاکخانہ والے مہر لگاتے ہیں۔ تھیلی کو بند کر کے مہر لگا دی کہ اب اس میں کوئی چیز نئی داخل نہ ہو۔ نہ اندر کی چیز نکالی جا سکے۔ حضور علیہ السلام کے آنے سے

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

مدنیۃ اسلامیہ کا بے لاگ ترجمان ہفت روزہ — ختم نبوت

کادیانی فرشتے

ترتیب:- مولانا منظور احمد الحسینی

لڑکا فرشتہ

"میں نے خواب میں ایک فرشتہ ایک لڑکے کی صورت میں دیکھا جو ایک اونچے چبوترے پر بیٹھا ہوا تھا، اور اس کے ہاتھ میں ایک پاکیزہ نان تھا جو نہایت چمکیلا تھا۔" (تذکرہ ص ۳۴ طبع سوم)

قصاب فرشتے

"مجھے خواب میں دکھلایا گیا۔ کہ ایک بڑی لمبی نالی ہے۔ کہ جو کئی کوس تک چلی جاتی ہے اور اس نالی پر ہزارہا بھیڑیں لٹائی ہوئی ہیں .... ہر بھیڑ پر ایک قصاب بیٹھا ہے اور ان تمام قصابوں کے ہاتھ میں ایک ایک چھری ہے جو ہر ایک بھیڑ کی گردن پر رکھی ہوئی ہے اور آسمان کی طرف ان کی نظر ہے۔ گویا خدا تعالیٰ کی اجازت کے منتظر ہیں اور میں اس میدان میں شمال کی طرف پھر رہا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ وہ لوگ جو دراصل "فرشتے" ہیں۔ بھیڑوں کے ذبح کرنے کے لئے مستعد بیٹھے ہیں .... "فرشتوں نے جو قصابوں کی شکل" میں بیٹھے ہوئے تھے فی الفور اپنی بھیڑوں پر چھریاں پھیر دیں اور چھریوں کے لگنے سے بھیڑوں نے ایک دردناک طور پر تڑپنا شروع کیا تب ان فرشتوں نے سختی سے ان بھیڑوں کی گردن کی تمام رگیں کاٹ دیں اور کہا تم کیا چیز ہو گوہ کھانے والی بھیڑیں ہی ہو!" (تذکرہ ص ۱۹۰، ۱۹۱ طبع سوم)

خیراتی فرشتہ

"عرصہ قریباً پچیس برس کا گذرا ہے کہ مجھے گورداسپور میں ایک رؤیا ہوا۔ کہ میں ایک چارپائی پر بیٹھا ہوں اور اسی چارپائی پر بائیں طرف مولوی عبداللہ صاحب غزنوی مرحوم بیٹھے ہیں۔ اتنے میں میرے دل میں تحریک پیدا ہوئی کہ میں مولوی صاحب موصوف کو چارپائی سے نیچے اتار دوں چنانچہ میں نے اُن کی طرف کھسکنا شروع کیا (عمدہ اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے۔ ناقل) یہاں تک کہ وہ چارپائی سے اتر کر زمین پر بیٹھ گئے (یہ ان کی شرافت تھی۔ ناقل) اتنے میں تین فرشتے آسمان سے ظاہر ہوئے آسمان کی طرف سے ظاہر ہوگئے۔ جن میں سے ایک کا نام "خیراتی" تھا وہ تینوں بھی زمین پر بیٹھ گئے۔ اور مولوی عبداللہ بھی زمین پر تھے اور میں چارپائی پر بیٹھا رہا۔ تب میں نے ان سب سے کہا کہ میں دعا کرتا ہوں .... دعا پہ تینوں فرشتے اور مولوی عبداللہ نے آمین کہی اس کے بعد وہ تینوں فرشتے اور مولوی عبداللہ آسمان کی طرف اڑ گئے (مولوی عبداللہ جا سکتے ہیں مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں جا سکتے۔ ناقل) اور میری آنکھ کھل گئی۔"

(تذکرہ ص ۳۱ طبع سوم)

مٹھن لال فرشتہ

"نصف رات سے فجر تک مولوی عبدالکریم کے لئے دعا کی گئی۔ صبح (کی نماز) کے بعد جب سویا تو یہ خواب آئی .... میں نے دیکھا کہ عبداللہ سنوری میرے پاس آیا ہے اور وہ ایک کاغذ پیش کرکے کہتا ہے کہ اس کاغذ پر میں نے حاکم سے دستخط کرانا ہے۔ اور جلدی جانا ہے۔ میری عورت سخت بیمار ہے اور کوئی مجھے پوچھتا نہیں دستخط نہیں ہوتے۔ اس وقت میں نے عبداللہ کے چہرے کی طرف دیکھا تو زرد رنگ اور سخت گھبراہٹ اس کے چہرہ پر ٹپک رہی ہے میں نے

اس کو کہا کہ لوگ رو کے ہوتے ہیں نہ کسی کی سفارش مانیں اور نہ کسی کی شفاعت۔ میں تیرا کاغذ لے جاتا ہوں۔ آگے جب کاغذ لے کر گیا تو کیا دیکھتا ہوں ایک شخص "مٹھن لال" نام جو کسی زمانہ میں بٹالہ میں ایکسٹرا اسسٹنٹ تھا کرسی پر بیٹھا ہوا کچھ کام کر رہا ہے اور گرد اس کے عملہ کے کچھ لوگ ہیں۔ میں نے جا کر کاغذ اس کو دیا۔ اور کہا کہ یہ ایک میرا دوست ہے اور پرانا دوست ہے اور واقف ہے، اس پر دستخط کر دو اس نے بلا تامل اسی وقت لے کر دستخط کر دیئے۔ پھر میں نے واپس آ کر وہ کاغذ ایک شخص کو دیا اور کہا خبردار ہوش سے پکڑو ابھی دستخط کیے ہیں۔ اور پوچھا کہ عبداللہ کہاں ہے۔ انہوں نے کہا کہیں باہر گیا ہے بعد اس کے آنکھ کھل گئی اور ساتھ پھر غنودگی کی حالت ہوگئی تب میں نے دیکھا کہ اس وقت میں کہتا ہوں مقبول کو بلاؤ۔ اس کے کاغذ پر دستخط ہو گئے ہیں۔

یہ جو "مٹھن لال" دیکھا گیا ہے۔ ملائک طرح طرح کے تمثلات اختیار کر لیا کرتے ہیں۔ "مٹھن لال" سے مراد "ایک فرشتہ" تھا۔ سنوری سے یہ مراد ہے کہ سنور عربی میں بلی کو کہتے ہیں۔ اور علم تعبیر کی رو سے بلی ایک بیماری کا نمونہ ہے۔ عبداللہ سنوری سے مراد ہوئی وہ عبداللہ جو بیمار ہے"۔ (تذکرہ ص۵۶۰، ص۵۶۱)

شیر علی فرشتہ

"میں نے کشفی حالت میں دیکھا کہ ایک شخص جو مجھے فرشتہ معلوم ہوتا ہے مگر خواب میں محسوس ہوا کہ اس کا نام "شیر علی" ہے اس نے مجھے ایک جگہ لٹا کر میری آنکھیں نکالی ہیں اور صاف کی ہیں اور میل اور کدورت ان میں سے پھینک دی۔ اور ہر ایک بیماری اور کوتاہ بینی کا مادہ نکال دیا ہے اور ایک مصفا نور جو آنکھوں میں پہلے سے موجود تھا مگر بعض مواد کے نیچے دبا ہوا تھا اس کو ایک چمکتے ہوئے ستارہ کی طرح بنا دیا ہے اور یہ عمل کر کے پھر وہ شخص غائب ہو گیا اور میں اس کشفی حالت میں سے بیداری کی طرف منتقل ہو گیا۔"

(تذکرہ ص۳۱)

لکھنے والے فرشتے

"آج رات کیا عجیب خواب آئی کہ بعض اشخاص ہیں۔ جن کو اس عاجز نے شناخت نہیں کیا وہ سبز رنگ کی سیاہی سے مسجد کے دروازے کی پیشانی پر کچھ آیات لکھتے ہیں۔ ایسا سمجھ گیا کہ فرشتے ہیں"۔ (تذکرہ ص۱۲)

منہ میں دوائی ڈالنے والا فرشتہ

"ایک ابتلاء مجھ کو اس شادی کے وقت یہ پیش آیا کہ بباعث اس کے کہ میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا اور میں بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تھا...... میری حالت مردمی کالعدم تھی اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی اس لئے میری اس شادی پر میرے بعض دوستوں نے افسوس کیا ......کہ آپ بباعث سخت کمزوری کے اس لائق نہ تھے .... غرض اس ابتلاء کے وقت میں نے جناب الٰہی میں دعا کی اور مجھے اس نے دفع مرض کے لئے اپنے الہام کے ذریعے سے دوائیں بتلائیں اور میں نے کشفی طور پر دیکھا کہ "ایک فرشتہ" وہ دوائیں میرے منہ میں ڈال رہا ہے۔ چنانچہ وہ دوائیں میں نے تیار کی"۔ (تذکرہ ص۴۲)۔

بقیہ : یادگار تقریر

سلسلہ نبوت پر مہر لگ گئی۔ ایسا ہوا کہ اب سلسلہ نبوت میں نہ کسی دہقان زادے کو داخل کیا جا سکتا ہے نہ پہلے ایک لاکھ چوبیس ہزار سے کسی کو نکالا جا سکتا ہے۔ اس معنی سے ہمارے فریق مخالف کی آرزو پوری نہیں ہوتی۔ یہ جواب میں آپ حضرات کو عرض کر رہا ہوں۔ لیکن جب میرا مدمقابل میرے سامنے ہو تو میں ایک بات بحث ختم کر دیتا ہوں کہ جناب نبوت انسانوں کو ملا کرتی تھی۔ جیسے تم نبی بنانے پر تلے ہوئے ہو۔ اسے پہلے انسان ثابت کرو۔ پھر نبوت کی بحث کریں گے۔ مرزا تو خود لکھتا ہے۔ کہ میں آدم زاد نہیں ہوں۔ میں بات کروں گا بندے کے پتروں کی۔ اور انسان زادوں کی۔ وہ تو انسان زادہ ہونے سے انکار کرتا ہے۔ پہلے انسان ثابت کرو۔ پھر شریف انسان مرزائی زہر کا پیالہ پی جائیں گے مگر اسے شریف انسان لال حسین کے سامنے ثابت نہیں کر سکتے

پڑا آسمان کو دل جلوں سے کام نہیں
جلا کے راکھ نہ کر دوں تو داغ نام نہیں

نبوت کا نمبر بعد میں آئے گا۔ رات کا ڈیڑھ بج رہا ہے۔ اب دعا کریں۔ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

قسط ۵

محبتِ رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت مولانا محمد اقبال صاحب رنگونی ۔ مانچسٹر انگلینڈ

محبت رسول اور علماء دیوبند

ہیں ہزاروں اس کے پہلو رنگ ہر پہلو کا اور
سینے میں ہیرا کوئی ترشا ہوا رکھتا ہوں میں (اقبالؒ)

گزشتہ صدی ہجری عالم اسلام خصوصاً ہندوپاک کے لئے عجیب دور جزر کی حامل رہی اس میں خلافت عثمانیہ کا سورج غروب ہوا اسی میں قادیان سے ختم نبوت کے انکار کی عجیب آندھی نے زور پکڑا اسی میں مسلمانوں نے مسلمانوں پر تیغ تکفیر بے نیام کی اسی میں فتنہ انکار حدیث اور الحاد و زندقہ نے مستقل روپ دھارے۔ غرض کہ اسلام اور مسلمانوں کوئی آزمائش ایسی نہیں تھی جو نہ آئی ہو۔ لیکن خالق کائنات کی عنایت ہوئی کہ اس نے دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھوائی۔ اور اس میں سے وہ جابغۂ روزگار اور تاریخ ساز شخصیتیں پیدا ہوئیں، جنہوں نے ہر مرحلے میں اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت کی، ہر باطل قوت سے ٹکرا گئے۔ ہر تاریکی کے آگے علم وعمل کے چراغ روشن کئے، اور ان ہی چراغوں کی روشنی میں ہر آگے آنے والے قافلے کو راہ ملتی رہی۔ اور انشاء اللہ جو بھی اس سے روشنی حاصل کرتا رہے گا اپنی زندگی کے ہر خاکے میں رنگ بھرتا چلا جائے گا۔

چلی سمت غیب سے اک ہوا کہ چمن سرور کا جل گیا
مگر اک شاخ نہال غم جسے دل کہیں وہ ہری رہی

ان حضرات نے اپنی زندگی میں جو چراغ روشن کئے، اس کی وجہ کیا تھی۔ کس لئے قید و بند کی صعوبتوں کو برداشت کیا، کیوں جابر و ظالم حکمرانوں کے آگے پہاڑ کی طرح ڈٹ گئے۔ کس لئے اپنے جان و مال، اہل و عیال، وطن کو خیرباد کہا۔ جب تک ان سوالوں کے جوابات دل و دماغ میں نہ ہوں گے ان حضرات کے کارنامے ذہن نشین نہیں ہو سکتے؟

ذیل کے چند واقعات سے معلوم ہوگا کہ ان حضرات کی ان بے لوث قربانیوں، اور ہر مرحلے میں جان کی بازی تک لگا دینے سے گریز نہ کرنے کی اصل وجہ کیا تھی۔ اس وقت ان سارے حضرات کی نہ سوانح بیان کرنی ہے۔ نہ رسالے کے صفحات اس کے لئے کافی ہوں گے۔ صرف چند اکابر کے واقعات سے ہی معلوم ہو جائے گا کہ ان حضرات کو اپنے محبوب رحمۃ اللعالمین خاتم النبیین محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کس قدر والہانہ عشق، محبت عقیدت اور خلوص تھا۔ حضرت مولانا محمد تقی صاحب عثمانی مدظلہ جنہوں نے کتنے پیارے الفاظ میں اکابر دیوبند کی تصویر کشائی کی ہے۔

اکابر دیوبند کیا تھے؟

اس کا جواب مختصر لفظوں میں یوں بھی دیا جاسکتا ہے کہ وہ خیر القرون کی یادگار تھے، سلف صالحین کا نمونہ تھے۔ اسلامی مزاج و مذاق کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔ لیکن ان مختصر جملوں کی تشریح و تفصیل کرنے بیٹھیں تو اس کے لئے دفتر کے دفتر بھی ناکافی ہیں، اور سچی بات تو یہ ہے کہ ان کی خصوصیات کو لفظوں میں سمیٹنا مشکل ہی نہیں تقریباً ناممکن ہے۔ اس لئے کہ ان کی خصوصیات کا تعلق درحقیقت اس مزاج و مذاق سے ہے جو حضرات صحابہ کرامؓ کی سیرتوں اور ان کے طرز زندگی سے مستنیر تھا اور مزاج و مذاق وہ چیز ہے جسے محسوس تو کیا جاسکتا ہے۔ لیکن الفاظ کے ذریعے ٹھیک ٹھیک بیان نہیں کیا جاسکتا جس طرح گلاب کی خوشبو کو سونگھا تو جا سکتا ہے لیکن اس کی پوری کیفیت کو الفاظ میں ڈھالنا ممکن نہیں۔ اسی طرح ان حضرات کے مزاج و مذاق کو ان کی صحبتوں اور ان کے واقعات سے سمجھا جاسکتا ہے۔ مگر اس کی منطقی تعبیر ناممکن ہے۔ (دارالعلوم دیوبند نمبر صفحہ ۳۶۲)۔

ادرکنٹ اباری کی مجتبیٰ بتلہم

الحاجت منتا یا جدید المجامع

جن لوگوں نے ان حضرات کو قریب سے دیکھا ہے یا ان کے حالات زندگی کا مطالعہ کیا ہے۔ یا ان کے ارشادات نظر سے گزرے ہیں تو ان پر یہ حقیقت (جو اوپر بیان ہوئی) روز روشن کی طرح واضح ہے، ان حضرات کے عشق رسول کا تو یہ حال تھا جو ایک شاعر نے نہایت احتیاط کے ساتھ بیان کیا ہے۔

صبا یہ جا کے کہیو میرے سلام کے بعد
کہ تیرے نام کی رٹ ہے خدا کے نام کے بعد

شاہ اسمٰعیل شہیدؒ اور محبت رسولؐ

مجاہد کبیر حضرت مولانا شاہ اسمٰعیل شہیدؒ خاندان ولی اللّٰہی کے چشم و چراغ تھے۔ آپ نے ان بزرگوں کی صحبت میں آنکھیں کھولیں تھیں جو وقت کے اولیاء وکبار، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں سرشار اور ہندوستان میں احادیث کریمہ کی خدمات میں صف اول کے بزرگ تھے۔ آپ نے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ کے سامنے ہی مسند حدیث کو زینت بخشی اور پورے خاندانی اعتماد کے ساتھ درس قرآن و حدیث، مسائل و فتاویٰ کی ذمہ داری سنبھالی۔ آپ کے فضل و کمال کا پتہ اس سے چلتا ہے کہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ کی زبان پر فرط مسرت سے کبھی یہ آیت کریمہ جاری ہو جاتی تھی
الحمد للہ الذی وھب لی علی الکبر اسماعیل واسحٰق ان ربی لسمیع الدعاء۔

حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہیدؒ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ عشق تھا اور اسی محبت و عشق کے نتیجے میں آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ کو تمام بدعات و خرافات سے دور دیکھنا چاہتے تھے، آپ نے اس میں انتھک محنت فرمائی، وعظ و نصیحت، تقریر و تحریر، غرضیکہ ہر لحاظ سے آپ نے پوری پوری کوشش فرمائی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتیں اور آپ کا اسوۂ حسنہ تمام بدعات سے مبرا ہو جائے، اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس محنت کو شرف قبولیت سے نوازا۔

آیئے حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ (۱۲۴۶ھ) کی زبان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے چند کلمات سنیئے۔ آپؒ ایک مقام پر فرماتے ہیں۔

"پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ماں باپ اور اولاد سے اور تمام مخلوقات سے زیادہ عزیز جانے۔ اور سب کی دوستی سے زیادہ ان کی محبت دل میں رکھے اور سب کی مرضی سے زیادہ ان کی مرضی کے کام کرے۔ (تذکیر الاخوان ص۱۲)

اس سے معلوم ہوا کہ مولانا شہیدؒ کے عقیدے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف اطاعت ہی مسلمانوں پر لازم نہیں بلکہ آپ کی محبت بھی ہر مسلمان پر فرض ہے۔ جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل میں سب سے زیادہ نہ ہو ایمان کا تقاضا پورا نہیں ہوتا۔

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں۔

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اطاعت فرض عین ہوئی۔ (تذکیر الاخوان ص۱۲)

آپؒ نے اس میں بھی سبق دیا کہ صرف زبانی محبت کے نعرے نہ لگائے بلکہ محبت کے ساتھ تقاضائے محبت کو بھی بجا لائے۔ اس کا دامن بھی ہاتھ سے نہ چھوڑے۔ جو اطاعت راہ محبت سے آتی ہے۔ اس کا نقش بھی دیرپا ہوا کرتا ہے۔ اور محبت سے ہی اطاعت کا عمل بھی آسان ہو جاتا ہے۔

سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال

حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے جو وابستگی تھی اس کا اندازہ آپ کی جو تصانیف کی سطر سطر سے چھوٹا پڑتا ہے۔ آپ کو ایک ایک سنت اور ادائے محبوب کا خیال اور اس سے پیار تھا۔ اور آپ اس پر پروانہ وار فدا ہوتے تھے

ایک مرتبہ اکبری مسجد کے صحن میں پہلی صف میں کسی وجہ سے ایک پتھر نیچا ہوگیا۔ اور برسات کے موسم میں اس میں گارا کیچڑ ہو جاتا تھا۔ سب نمازی اپنے کپڑوں کو بچانے کے لئے اس کو چھوڑ کر کھڑے ہوا کرتے تھے۔ اس وجہ سے صف میں کشادگی (جگہ) رہ جاتی تھی۔ یہ وہ زمانہ تھا حضرت شاہ صاحبؒ خوش پوشاک تھے۔ ایک روز عمدہ پوشاک زیب تن فرما کر اکبری مسجد میں تشریف لائے آپ کی نظر پہلی صف پر پڑی تو اس میں جگہ کو چھوڑا ہوا پایا۔ آپ (سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر) اسی جگہ گارے کیچڑ میں بیٹھ گئے۔ اور کپڑوں کو ذرا بچایا نہ کیا۔ (ارواح ثلاثہ ص...)

قصیدہ نعتیہ بارگاہ رسالتؐ

آپ نے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں نعت شریف کے کئی تحائف بھی پیش کئے ہیں جن میں ایک یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

وہ انسان اکمل ہے جسکے ہو کون؟ — ہوئے مفتخر جس سے یہ دونوں کون
نبی ابر یا رسول کریم — نبوت کے دریا در یتیم
حبیب خدا سید المرسلین — شفیع الوریٰ ہادی راہ دین
محمدؐ ہے نام ان کا احمد لقب — بیاں ہو سکے منقبت ان کی کب
دل ان کا جو ہے مخزن سر غیب — مبرا خطا سے ہے بے شک و ریب

زباں ان کی ہے ترجمان قدم | ہوا باغ دیں جس سے رشک ارم
بظاہر ہے گو مقطع انبیاء | حقیقت میں ہے مطلع اصفیاء
سو اوّل ہی پیدا ہوا ان کا نور | بظاہر کیا گو کہ آخر ظہور
الٰہی ہزاروں درود و سلام | تو بھیج اس پہ اور اس کی امت پہ عام

آپؒ نے اس نعت شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جس خلوص و عقیدت کا اظہار فرمایا ہے وہ چشم بینا کے لئے کافی ہے۔ آپؒ نے اس میں مسئلہ ختم نبوت، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبیت کاملہ، شان رفیع اور صلوٰۃ و سلام کے مسئلہ کو بالکل واضح فرمایا ہے۔

حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ اور محبت رسولؐ

امام الاولیاء، سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ فاروقی النسب تھے آپ کا سلسلہ نسب پچیس واسطوں سے سلسلہ تصوف کے مشہور بزرگ حضرت ابراہیم بن ادہمؒ سے ملتا ہے۔ آپ دارالعلوم دیوبند کے سرپرست اور اکابر علماء دیوبند کے پیر و مرشد تھے۔ آپ کو حرمین شریفین سے اس قدر محبت تھی کہ مکہ مکرمہ ہی میں مستقل طور پر قیام پذیر ہوگئے۔ اور وہیں ۱۳ جمادی الاخریٰ ۱۸۹۹ء کو بوقت اذان فجر داعی اجل کو لبیک کہا اور مکہ مکرمہ کے جنت المعلیٰ میں حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانوی قدس سرہٗ کے پہلو میں دفن ہوئے۔ آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں اپنی محبت کے پھول اشعار کے قالب میں ڈھال کر مرحمت فرمائے جن میں سے دو نعتوں کے چند اشعار پیش خدمت ہیں۔

حامد و محمود و ممدوح خداؐ | احمد مرسل محمد مصطفیٰؐ
زینت تاج رسالت ہے وہ ذات | رونق تخت نبوت ہے وہ ذاتؐ
عزت شاہی و فخر سروریؐ | شان بخش مسند پیغمبریؐ

۲۔ کہے ہے مشتاق بنا یہ آکر چلو مدینے چلو مدینے
میں ہوں دل سے تمہارا رہبر چلو مدینے چلو مدینے
یہ جذب عشق محمدی ہیں دلوں کو امت کے کھینچتے ہیں
کہے ہے ہر دل جو ہو کے مضطر چلو مدینے چلو مدینے
ہلاکت امداد اب تو آئی جو موج عصیاں نے کی
نجات چاہو تو اے برادر چلو مدینے چلو مدینے

ہم نے یہ چند اشعار کے ساتھ پیش کئے ہیں، مفصل مطالعہ کے لئے شمائم امدادیہ۔ حیات امدادیہ وغیرہ کا مطالعہ کریں۔

مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور عشق رسولؐ

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کا سلسلہ نسب سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ سے جاکر ملتا ہے۔ آپ دارالعلوم دیوبند کے بانی اور سیدنا حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ کے مرید و مجاز تھے، حضرت حاجی صاحب بھی آپ کی بہت عزت کرتے تھے۔ بروایت حضرت حکیم الامت حضرت مولانا تھانویؒ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ حق تعالیٰ ان حضرات اولیاء کو جو اصطلاحی عالم نہیں ہوتے (باقاعدہ تدریس کے ذریعہ عالم نہ ہوئے ہوں) ان کو ایک خاص لسان عطا فرماتے ہیں، جیسے حضرت شمس تبریزیؒ کو حضرت مولانا روم خاص لسان عطا ہوئے تھے۔ جنہوں نے حضرت تبریزیؒ کے علوم و معارف کو کھول کھول کر بیان فرمایا۔ اسی طرح مجھ کو بفضل تعالیٰ مولوی محمد قاسمؒ لسان عطا ہوئے ہیں۔ آپ کی وفات پہ حضرت حاجی صاحبؒ نے جو تعزیت نامہ روانہ فرمایا تھا وہ قابل دید اور حضرت نانوتویؒ کے فضل و کمال کا بیّن ثبوت ہے۔

ذیل کے چند واقعات و حالات سے معلوم ہوگا کہ حضرت نانوتویؒ کو اپنے محبوب نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کس قدر عشق و تعلق تھا، اس کا انکار متعصب کے سوائے اور کوئی نہیں کر سکتا، لیلیٰ مجنوں یا شیریں فرہاد یا رومیو جولیٹ کے عشق و محبت کے افسانے تو زبان زد خواص و عوام ہیں کہ مجنوں لیلیٰ کے در و دیوار کو چومتا تھا اور سگ کوچہ لیلیٰ کا متوالا تھا تو ذرا اس عاشق کو بھی دیکھئے جو اپنے محبوب کے در و دیوار، گلی کوچے، حدود و بلاد پر اپنی جان فدا کیا کرتا تھا۔ لیجئے آپ کا عشق دیکھئے۔

۱۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ جب حج کو تشریف لے جاتے ہیں تو دیار حبیب سے کئی میل دور ہی سے اپنا جوتا اتار دیتے ہیں، حالانکہ وہاں سخت نوکدار پتھر اور چبھنے والے پتھر ہوتے تھے۔ مگر آپ کے ضمیر نے اس بات کو گوارا نہ کیا کہ دیار حبیب میں جوتا پہن کر چلا جائے۔ (نامعلوم کس مقام پر حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک پڑے ہوں۔ اور میری کیا مجال کہ میں جوتا پہن کر اس مقام پہ چلوں) حضرتؒ کے رفیق سفر حکیم منصور علی خان مرحوم فرماتے ہیں "جب منزل بمنزل مدینہ شریف کے قریب ہمارا قافلہ پہنچا جہاں سے روضۂ پاک صاحب لولاکؐ نظر آتا تھا تو فوراً جناب مولانا مرحومؒ نے اپنے نعلین جوتے اتار کر بغل میں دبا لئے اور پا برہنہ چلنا شروع کیا۔ (سوانح قاسمی جلد ۳ صفحہ ۱۹)

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اس سفر سے متعلق فرماتے ہیں کہ :-

..... جناب مولانا نانوتویؒ چند منزل برابر بھی اونٹ پر سوار نہ ہوئے، حالانکہ اونٹ ان کی سواری کا موجود تھا اور خالی تھا پیر میں زخم پڑ گئے تھے۔ کانٹے لگے تھے، پتھروں نے ٹھکلا ٹھکلا پاؤں کا حال دگرگوں کر دیا تھا (الشہاب الثاقب صفحہ ۵۹)

ملاحظہ کیجئے! حضرت نانوتویؒ کو اس وقت کتنی لذت محسوس ہوئی ہو گی کہ پتھروں وغیرہ کی ٹھوکریاں محبوب کے دیار کے مقابلے میں فنا ہو تھی۔ نہ آپ کی زبان پر شکوہ آیا نہ چہرے پر اس کے آثار ظاہر ہوئے۔ اور ہوتے بھی کیسے۔ یہ تو دیار حبیب ہے، یہاں شکوہ شکایت کی کیا مجال۔ یہ تو وہ جگہ ہے جہاں ہزاروں جانیں بھی فدا ہو جائیں، پھر بھی یہ کہا جائے گا۔

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

دیکھئے تو سہی کہ حضرت نانوتویؒ کو مدینہ منورہ اور گنبد خضراء سے ساتھ کس قدر عقیدت اور کیسی فریفتگی تھی اور دیکھئے کہ تادب حسن کا کیا ہی بہترین طریقہ اختیار فرما کر اپنی فرط محبت کا اظہار فرمایا اور یہ ساری عقیدت و محبت جناب امام الانبیاء والمرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ ہی سے تو ہے۔ ورنہ یہ ایک سنگلاخ رقبہ اور پتھریلی زمین ہے۔ اس میں جو کچھ بھی ہے اور جتنا کچھ بھی ہے وہ سب تو محبوب رب العالمین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی بدولت اور آپ ہی کے واسطہ سے ہے اسی لئے نہ آپ کی زبان سے آہ یا اوہ کے الفاظ نکلے نہ زخم کی کوئی پرواہ کی شدید تکلیف کو راحت سمجھ کر اس سے فرحت و لذت حاصل کرتے ہوئے دیار محبوب کی طرف کشاں کشاں چلتے رہے۔ اور گویا بزبان حال یہ کہہ رہے تھے۔

اے میرے دل ادب کر ادب کر وہ ادب کا مقام آ رہا ہے
پھر عقیدت کے سجدے لٹا ان کا دارالسلام آ رہا ہے

اس کی وجہ صرف اور صرف حضرت نانوتویؒ کی زبان سے سن لیجئے۔

آپ فرماتے ہیں۔

فلک پہ عیسیٰ و ادریس ہیں تو خیر سہی — زمیں پہ جلوہ نما ہیں محمد مختار
فلک پہ سب سہی پر ہے نہ ثانی احمد — زمیں پہ کچھ نہ ہو پر ہے محمدی سرکار
عرش پر گر فرش بھاری ہے تو ہے اس خاک — جس میں محو خواب ہے کون و مکاں کے تاجدار

میرا اور میرے تمام اکابر کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کا وہ حصہ جو آپ کے جسد اطہر سے لگ چکا ہے وہ عرش عظیم سے بھی زیادہ مرتبہ اور فوقیت رکھتا ہے۔ (دارالعلوم دیوبند نمبر صفحہ ۵۱۹)

۲ . حضرت مولانا نانوتویؒ نے اپنے شیخ و مرشد حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ کی زیر قیادت ۱۸۵۷ء میں انگریزوں سے جہاد فرمایا اور شاملی کی مشہور لڑائی میں پیش پیش رہے۔ انگریز حکومت کی طرف سے آپ کی گرفتاری کے وارنٹ جاری ہوئے اور ساتھ ساتھ انعام کا بھی اعلان کر دیا گیا، وارنٹ کی خبر سن کر دوست، احباب، متعلقین و متوسلین نے مصلحت کے پیش نظر روپوش ہو جانے پر اصرار کیا، مجبور ہو کر آپ ایک مکان میں روپوش ہو گئے۔ تین روز تک آپ اسی مکان میں رہے، جب چوتھا دن ہوا تو گوشہ تنہائی کو خیرباد کہہ کر باہر تشریف لے آئے۔ مخلصین و متوسلین نے آپ کو باہر دیکھا تو دوبارہ اصرار کیا کہ حضرت ابھی اور روپوش رہیں۔ آپ نے فرمایا۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غار ثور میں تین دن مخفی رہے تھے۔ سنت سے اتنی ہی مدت ثابت ہے یہ مدت ختم ہو گئی، لہذا روپوشی بھی ختم" (نقش حیات جلد ۲ صفحہ ۵۴۸ سوانح قاسمی جلد ۲ صفحہ ۱۴۳)

غور فرماویں اس جذبہ اتباع سنت و محبت کی کہ ظالم و جابر حکمران جو ان دنوں اہل ہند پر عموماً اور مسلمانوں پر خصوصاً کس قدر سفاکانہ اور قاتلانہ حربے استعمال کر رہا ہے اور مسلمانوں کے خون سے سرزمین ہند کو سیراب کر کے اپنا کلیجہ ٹھنڈا کرتا ہے وہ کون سی دل آزار اور شرمناک حرکت نہ تھی جو ان ظالموں اور بدبختوں نے نہ کی ہو، اس نازک موڑ پر حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کا اپنی حیات سے بے نیاز ہو کر قاتلانہ حملے سے بے پرواہ ہو کر روپوشی ترک فرما کر باہر آ جانا (کیا اس بات کا شاہد نہیں کہ) محض نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی وجہ سے ہے جو آپ کے دل میں رچی بسی تھی اور اتباع کا جذبہ ہر رگ و ریشے میں سرایت کر چکا تھا۔

۳ . ایک مرتبہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ نے حاضرین مجلس سے فرمایا کہ مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کو گلاب سے زیادہ محبت تھی۔ جانتے بھی ہو کیوں تھی؟ ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت ایک ضعیف حدیث میں آیا ہے کہ گلاب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عرق مبارک سے بنا ہوا ہے۔ فرمایا کہ ہاں حدیث ضعیف ہے مگر ہے تو حدیث (ارواح ثلاثہ صفحہ ۲۲۹)

بتلائیے کیا یہ عشق کی معراج نہیں؟ کہ گلاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

باقی صفحہ ۲۲ پر

مولانا اسلم قریشی کے اغواء کا معمہ کرائمز برانچ ابھی تک کسی نتیجے پر نہیں پہنچی

ہوم سیکرٹری

پولیس مؤثر اقدامات کر رہی ہے، عوام تعاون کریں (گورنر پنجاب) صوبائی کونسل میں مولانا اسلم قریشی کے اغواء کی صدائے بازگشت

لاہور ۱۰ر جنوری (نمائندہ خصوصی) صوبائی کونسل کے اجلاس میں آج سیالکوٹ کے عالم دین مولانا محمد اسلم قریشی کے اغوا اور ابھی تک انہیں بازیاب نہ کئے جانے پر گہری تشویش کا اظہار کیا گیا۔ گورنر پنجاب لیفٹیننٹ جنرل غلام جیلانی خان نے عوام سے اپیل کی کہ وہ مولانا اسلم قریشی کی بازیابی کے سلسلے میں پولیس سے تعاون کریں اور اگر کسی کو ان کے بارے میں کوئی اطلاع ہو تو وہ اس سے مطلع کریں۔ انہوں نے کہا کہ ہر شخص کو ان کے اغواء پر تشویش ہے۔ اور پولیس اس سلسلے میں بھرپور اقدامات کر رہی ہے۔

کونسل کے رکن مسٹر خاقان بابر نے ایوان میں مولانا اسلم قریشی کے اغواء کے بارے میں تشویش کا اظہار کیا اور کہا کہ حکومت نے ان کی بازیابی کے لئے جو اقدامات کئے ہیں ان سے عوام کو آگاہ کیا جائے۔ صوبائی ہوم سیکرٹری مسٹر نصیر احمد نے کہا کہ مولانا قریشی کی بازیابی کے لئے ڈویژنل اور صوبہ کی سطح پر کوششیں کی گئی ہیں۔ اور یہ کوششیں جاری ہیں۔ اس وقت کرائمز برانچ تفتیش کر رہی ہے۔ اور اس کے لئے ایک ٹیم مقرر کی گئی ہے۔ جو ابھی تک کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکی۔ انہوں نے کہا کہ بعض حلقوں کی جانب سے یہ الزام عائد کیا گیا ہے۔ کہ چند خاص افراد اس ضمن میں ملوث ہیں۔ لیکن ابھی تک اس سلسلے میں کوئی ثبوت سامنے نہیں آیا۔ انسپکٹر جنرل پولیس مسٹر لئیق احمد نے کہا کہ مولانا اسلم قریشی کا اغواء انتہائی افسوسناک ہے۔ اور اس سے زیادہ افسوسناک بات یہ ہے۔ کہ دن رات کوشش کے باوجود پولیس ابھی تک اس نتیجے پر نہیں پہنچ سکی۔ کہ ان کے اغواء میں کن افراد کا ہاتھ ہے۔ انہوں نے کہا کہ پولیس کے سینئر افسر تفتیش کر رہے ہیں۔ اور ایسے شواہد مل رہے ہیں جن سے یہ امید کی جا سکتی ہے کہ ہم ان کے اغواء کا سراغ لگا لینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ لیکن یہ نہیں بتایا جا سکتا کہ اس میں کتنا عرصہ لگے گا انہوں نے کہا کہ اس ضمن میں تمام پہلوؤں کی چھان بین کی گئی ہے۔ کہ مولانا کو کس نے اغواء کیا ہے۔ مولانا خود اپنے طور پر کہیں باہر تو نہیں چلے گئے۔ اور پولیس نے اس سلسلے میں اطلاع دینے پر انعام بھی مقرر کیا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ صوبے میں تمام لاوارث نعشوں کی پڑتال کی گئی۔ لیکن مولانا قریشی کی موت کی شہادت کہیں سے نہیں مل سکی۔ انہوں نے یقین دلایا کہ پولیس ان کی برآمدگی کے لئے بھرپور کوشش کر رہی ہے۔ گورنر پنجاب اور چیف سکرٹری نے کہا کہ انہیں بھی اس واقعہ کا شدت سے احساس ہے۔ سیالکوٹ کے مسٹر اشرف ارائیں نے کہا کہ مولانا اسلم قریشی کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ اور ہم اپنی سطح پر ان کی دیکھ بھال کر رہے ہیں۔

گورنر پنجاب نے کہا سارے شہر کو چاہئے کہ وہ ان کا خیال رکھیں وہ عظیم شخص ہیں مسٹر خاقان بابر جب مولانا قریشی اغواء ہوئے تو ان کے بھائی اور بیٹے کو پولیس نے پکڑ کر مارا۔ اور کہا کہ تم نے انہیں غائب کیا ہے۔ جس شخص نے یہ غلط مفروضہ بنایا تھا اس سے پوچھا جائے۔ کہ مسٹر ایم ایم احمد سیالکوٹ میں ڈپٹی کمشنر رہے ہیں۔ اور علماء کرام ہر جگہ تقریروں میں یہ کہہ رہے ہیں کہ ان کے اغواء میں ربوہ کے اعلیٰ افراد کا ہاتھ ہو سکتا ہے۔ یہ ابھی تک مفروضہ ہے۔ گورنر پنجاب: یہ پوائنٹ بھی ہم دیکھ لیں گے۔ دعا کیجئے جو اصلیت ہے وہ سامنے آجائے

(نوائے وقت ملتان ۱۲ر جنوری ۱۹۸۴ء)

مولانا قریشی کی بازیابی کے لئے ہر ممکن کوشش کی جائے گی، صدر ضیاء

قادیانیوں نے مسلح فورس قائم کرلی ہے (مولانا تاج محمود)

اسلام آباد ۵ر جنوری (نمائندہ جسارت) تحریک تحفظ ختم نبوت کے رہنما اور ہفت روزہ ”لولاک“ کے مدیر مولانا تاج محمود نے آج یہاں صدر مملکت سے ملاقات کی اور ان سے مولانا اسلم قریشی کی بازیابی کے لئے اعلیٰ سطح پر کوشش کرنے کی درخواست کی۔ صدر مملکت نے یقین دلایا کہ مولانا اسلم قریشی کی بازیابی کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا جائے گا۔ آج یہاں نمائندہ جسارت سے ایک ملاقات میں مولانا تاج محمود نے بتایا کہ میں نے صدر مملکت کی توجہ اس جانب مبذول کرائی کہ مولانا اسلم قریشی کی بازیابی کے لئے پولیس جو کوششیں کر رہی ہے اس سے مسلمان مطمئن نہیں ہیں۔ کیونکہ ان کی گمشدگی کی ذمہ داری مسلمانوں کے خیال میں جس گروہ پر عائد ہوتی ہے۔ اس سے پوچھ گچھ نہیں کی جا رہی اور وہ قادیانی گروہ ہے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ قادیانیوں نے ۴۰ ہزار تربیت یافتہ مسلح رضاکاروں کی فورس قائم کی ہے۔ اور اس گروہ کا بجٹ کروڑوں روپے ہے۔ مولانا تاج محمود نے کہا کہ اس سال ربوہ میں قادیانیوں کا جو اجتماع ہوا اس میں قادیانیوں کے سربراہ مرزا طاہر نے یہ اعلان کیا کہ دنیا کی کوئی طاقت ہمیں مسلمان کہلانے سے نہیں روک سکتی اور سر ظفر اللہ نے اس بات کو غلط قرار دیا کہ پاکستان اسلام کے لئے بنا تھا۔ انہوں نے کہا کہ افسوس اس بات کا ہے کہ کسی بڑے مسلم لیگی رہنما نے سر ظفر اللہ کے اس بیان کا نوٹس نہیں لیا۔ مولانا نے بتایا کہ جماعت احمدیہ کا بجٹ ساڑھے چودہ کروڑ ہے اس کے علاوہ ان کی ذیلی تنظیموں کے بجٹ بھی ہیں جن میں اطفال احمدیہ کا ۷۰ لاکھ انصار احمدیہ کا ۴۴ لاکھ ہے

(جسارت کراچی ۵ر جنوری ۱۹۸۴ء)

مولانا اسلم قریشی کے اغواء کی تفتیش کسی نتیجہ پر نہ پہنچ سکی، آئی جی پنجاب

ڈی آئی جی کرائمز کی سربراہی میں خصوصی ٹیم نے تحقیقات شروع کردی

لاہور (نمائندہ حیدر) گورنر پنجاب لیفٹیننٹ جنرل غلام جیلانی خان نے پنجاب کونسل کے اجلاس کے دوران صوبائی کونسل کے رکن مسٹر خاقان بابر کے ایک سوال کے جواب میں پنجاب بھر کے عوام سے اپیل کی ہے۔ کہ وہ سیالکوٹ کے مولانا محمد اسلم قریشی کی بازیابی کی کوششوں میں حکومت کا ہاتھ بٹائیں۔ اور اگر انہیں کوئی اطلاع خبر یا معلومات ہوں تو وہ فوراً متعلقہ پولیس یا حکام کو اس سے آگاہ کریں گورنر پنجاب نے کہا کہ محمد اسلم قریشی کی گمشدگی محکمہ پولیس کے لئے چیلنج ہے۔ وہ اس چیلنج کو قبول کریں۔ گورنر نے سیالکوٹ کے عوام سے اپیل کی ہے۔ کہ وہ مولانا اسلم قریشی کے بیوی بچوں کی دیکھ بھال اور دل کھول کر مالی امداد کریں۔ اور ان کا خاص خیال رکھیں۔ قبل ازیں ہوم سیکرٹری پنجاب کیپٹن سید نظیر احمد اور انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب مسٹر لئیق احمد خان نے ایوان کو بتایا۔ کہ محمد اسلم قریشی کے اغواء کا معاملہ نہایت ہی افسوسناک ہے۔ پولیس کی چار مختلف ٹیمیں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کی نگرانی میں تفتیش اور بازیابی کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ہر روز ایس پی صاحب ان کے کام کی نگرانی کرتے ہیں۔ آج کل ان کے معاملہ کی تفتیش ڈی آئی جی کرائمز کی سربراہی میں ایک خصوصی ٹیم بھی کر رہی ہے۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ یہ ٹیم ابھی تک کسی خاطر خواہ نتیجے پر نہیں پہنچ سکی لیکن اب کچھ شواہد ایسے مل رہے ہیں کہ ہم مولانا اسلم قریشی کی بازیابی میں کامیاب ہو جائیں گے۔ صوبائی کونسل کے رکن مسٹر خاقان بابر نے ایوان میں کہا کہ مولانا اسلم قریشی اور ایم ایم احمد کے درمیان ذاتی دشمنی چل رہی ہے۔ کیونکہ ایم ایم احمد جماعت احمدیہ اور مولانا اسلم قریشی تحریک ختم نبوت کے سرگرم کارکن ہیں (۱۲ر جنوری ۱۹۸۴ء)

مرتد واجب القتل ہوتا ہے لیکن پاکستان میں انھیں کھلی چھٹی ملی ہوئی ہے۔

قادیانیوں کے لئے اسلامی نام اور اصطلاحات استعمال کرنے کو قانونی طور پر ممنوع قرار دیا جائے (مولانا درخواستی)

خانپور، ۱۰ر جنوری (نمائندہ جسارت) کالعدم جمعیت علمائے اسلام کے امیر مولانا عبد اللہ درخواستی نے کہا ہے۔ کہ مرتد واجب القتل ہوتا ہے۔ جب کہ پاکستان میں انہیں کھلی چھٹی دی جا رہی ہے۔ وہ یہاں نماز جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے۔ انہوں نے کہا مرزا طاہر احمد نے حال ہی میں ایک حدیث رسولؐ کے بارے میں نازیبا کلمات کہے مگر حکومت نے اس کا کوئی نوٹس نہیں لیا۔ انہوں نے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حکومت سمجھتی ہے۔ کہ قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے بعد ان کی ذمہ داری پوری ہو گئی۔ جبکہ قادیانیوں کی سرگرمیاں اسی طرح جاری ہیں۔ اور قادیانی افسر اب بھی بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہیں۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیوں نے مولانا محمد اسلم قریشی اور بعض دیگر علماء کو اغوا کر کے قتل کر دیا۔ مگر حکومت پھر بھی خاموش ہے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیوں نے میر پور خاص کو اپنا گڑھ بنایا ہے۔ جہاں وہ زمینیں خریدنے میں مصروف ہیں انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے۔ کہ قادیانیوں کی تمام سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھی جائے۔ اور ان پر پابندی عائد کی جائے۔ اور ان کے لئے اسلامی نام و اصطلاحات استعمال کرنے کو قانونی طور پر ممنوع قرار دیا جائے۔ ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کے بارے میں مولانا درخواستی نے کہا کہ حکومت ملک میں اسلامی نظام کے استحکام سے زیادہ اپنے استحکام پر توجہ دے رہی ہے۔ آخر میں انہوں نے علماء پر زور دیا کہ وہ ملک میں مکمل اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے اپنے تمام اختلافات ختم کر دیں اور مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر دیں۔

جسارت کراچی ۱۰ر جنوری ۱۹۸۴ء

مرزا طاہر کی ہرزہ سرائی

مرتد کو قتل کی سزا عقیدۂ اسلام کے منافی ہے، مرزا طاہر احمد

ربوہ (غلام حبیب نمائندہ خصوصی) قرآن کریم میں ساری دنیا کے لئے رشد و ہدایت اور نجات کی راہ ہے۔ اللہ تعالےٰ آخرت پر یقین رکھنے اور عمل صالح کرنے والوں کو امن کی ضمانت دیتا ہے۔ یہ بات قادیانی جماعت کے امام مرزا طاہر احمد نے آج یہاں سالانہ جلسہ کے آخری روز اختتامی خطاب کے دوران کہی۔ انہوں نے کہا کہ دنیا میں ہر شخص کو آزادئ ضمیر حاصل ہے اور اسلام جبر کی تعلیم نہیں دیتا ہے۔ جبکہ مرتد کی سزا قتل کا عقیدہ اسلام کے منافی ہے۔ انہوں نے کہا کہ مذاہب کی بگڑی ہوئی صورت میں بعض زمانوں میں جبر سے کام لیا جاتا رہا ہے۔ اور گذشتہ قوموں نے بعض انبیاء کو بھی راستی کے عقیدہ سے ہٹانے کی ناکام کوشش کی تھی۔ انہوں نے کہا کہ کسی کلمہ گو شخص پر کفر کا فتویٰ لگا کر اس پر تلوار اٹھانا بھی اسلام کے منافی ہے۔ کیونکہ دلوں کا حال صرف اللہ تعالےٰ جانتا ہے۔ اور کسی کو حق نہیں دیا گیا کہ زبان سے مسلمان ہونے کا اقرار کرنے والے شخص کو غیر مسلم کہے انہوں نے کہا کہ ہمارا زندہ خدا سے تعلق ہے۔ جو ماضی کی طرح اب بھی اپنے بندوں کی باتیں سنتا اور کلام کرتا ہے۔ صاحبزادہ مرزا طاہر احمد نے کہا کہ کسی شخص کو رضائے الٰہی کی خاطر خانہ کعبہ میں حج کے لئے جانے سے بھی نہیں روکا جا سکتا اور نہ ہی مسجدوں میں عبادت کرنے سے منع کیا جا سکتا ہے۔

انہوں نے کہا کہ خانہ کعبہ نبی کریمؐ کی وراثت ہے جبکہ قریش مکہ نے ایک وقت میں انھیں بھی عبادت سے روکا تھا۔ مگر فتح مکہ کے بعد اللہ کے رسول نے نہ صرف اپنے دشمنوں کو معاف کر دیا بلکہ عثمان بن طلحہ رضؓ کو خانہ کعبہ کا متولی بنا دیا۔ انہوں نے کہا کہ دنیا میں تمام جنگیں عدل و احسان کے انحراف کے نتیجہ میں ہوئی ہیں اور اب تیسری جنگ عظیم بھی دنیا کی تباہی کے لئے سر پر کھڑی ہے۔ اس موقع پر انہوں نے ہمسایوں کے حقوق عبادت شہادت اور دیگر اسلامی عقائد پر روشنی ڈالی۔ اور جماعت کے

اراکین کو نصیحت کی کہ وہ ہر دُکھ کو برداشت کرتے ہوئے اپنے حقوق چھوڑ کر بھی دینِ مصطفیٰؐ کو نہ مٹنے دیں۔ انہوں نے کہا کہ غیروں سے زیادہ اپنوں نے اسلام کو نقصان پہنچایا ہے۔ اجلاس میں بیرونِ ممالک سے تیس کے لگ بھگ وفود بھی شریک ہوئے۔ جبکہ تین لاکھ کے لگ بھگ احمدیوں نے شرکت کی۔ جلسہ میں تین روز تک انتظامیہ پولیس اور جماعت کے خادموں نے بہترین انتظامات کا مظاہرہ کیا اور کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا۔ (۲۹، ۱۲، ۱۹۸۴ء) بشکریہ جنگ لاہور)

بقیہ:۔ محبتِ رسولؐ

کے عرقِ مبارک سے بنا ہوا ہے۔ اس لئے مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔

اس وقت اس سے بحث نہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے یا ضعیف؟

بتلانا صرف یہ ہے کہ حضرت نانوتویؒ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کس قدر عشق تھا۔

۱ محدثین کا قاعدہ ہے کہ ضعیف روایت بالخصوص جب کہ وہ متعدد طرق سے نقل کی جائے۔ فضائل میں معتبر ہوتی ہے۔ (فضائل درود شریف ص۱۳۹) مگر عقائد کا معاملہ اس سے مختلف ہے۔ عقائد کے لئے صحیح اور پکی حدیث کا ہونا ضروری ہے۔

۲۔ ہندوستان میں بعض حضرات کیمخت (سبز رنگ) کا جوتا بڑے شوق سے پہنتے تھے۔ مگر حضرت نانوتویؒ نے ایسا جوتا مدت العمر نہیں پہنا۔ سبز رنگ کا جوتا پہننے سے گریز محض اس لئے کرتے تھے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے گنبدِ خضرا کا رنگ سبز ہے۔ پھر بھلا ایسے رنگ کے جوتے پاؤں پر کیسے اور کیونکر استعمال کئے جا سکتے ہیں! شیخ الاسلام حضرت مولانا مدنیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت نانوتویؒ نے تمام عمر کیمخت کا جوتا اس وجہ سے کہ قبہ مبارک سبز رنگ کا ہے نہ پہنا (الشہاب الثاقب ص۵۵)

اندازہ فرمائیں حضرت نانوتویؒ کے اس عشق کا کہ گنبدِ خضرا کے ظاہر رنگ کے ساتھ بھی کس قدر عقیدت و الفت اور عشق تھا۔

آج کے دور میں

ہر گھر کی ضرورت

چینی کے برتن

ہم

نفیس، خوبصورت اور خوشنما ڈیزائن چینی (پورسلین) کے اعلیٰ قسم کے برتن بناتے ہیں

استعمال میں اعلیٰ ۔ چلنے میں دیرپا

ایک بار آزمائیے

دادا بھائی سرامک انڈسٹریز لمیٹڈ ۲۵/بی سائٹ کراچی فون ۲۹۱۴۲۹

S-1-T-E

بقیہ : قبولیت حج

کی تصریحات موجود ہیں کہ داڑھی منڈانا یا ایک مشت سے کم کرانا ناجائز اور حرام ہے۔ داڑھی کترانے والا بے شک فاسق و فاجر ہے جب تک کہ اس فعل سے توبہ نہ کرے نیز جو شخص ایک مشت سے داڑھی کم کراتا ہو اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے داڑھی ایک مشت رکھنے پر چاروں مذاہب کا اتفاق ہے۔ شامی ، عالمگیری اور فقہ کی دوسری کتابوں میں یہ مسئلہ مذکور ہے۔ نیز تواریخ میں لکھا ہے کہ جب کسریٰ شاہ ایران نے حضور علیہ السلام کا مکتوب مبارک پھاڑ کر اپنے ماتحت گورنر یمن "باذان" کو لکھا کہ دو آدمی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجو وہ جاکر آپ کو میرے پاس بھیج دیں۔ "باذان" کے جب دو آدمی آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تو ان دونوں کی داڑھیاں مونڈی ہوئی تھیں اور بڑی بڑی مونچھیں تھیں۔ (گویا ان دونوں کی داڑھیاں فیشن کے مطابق صاف تھیں اور بڑی بڑی مونچھیں تھیں) تو حضور علیہ السلام کو ان کی یہ مکروہ شکل بہت ہی ناپسند آئی اور آپ نے فرمایا تم پر ہلاکت ہو تم کو کس نے ایسی مکروہ شکل بنانے کا حکم دیا ہے۔ انہوں نے کہا ہمارے رب کسریٰ نے ، حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیکن میرے رب نے تو مجھے داڑھی رکھنے اور مونچھیں کٹوانے کا حکم دیا ہے ، (تاریخ الخمیس صفحہ $\frac{۱۵}{ج۲}$ ، طبری صفحہ $\frac{۱۹}{ج۳}$ ، ابن کثیر صفحہ $\frac{۲۷۰}{ج۴}$ سیرۃ حلبی صفحہ $\frac{۲۳۷}{ج۳}$ مطبوعہ مصر)۔

غور کیجئے وہ دونوں مہمان تھے ، کافر تھے۔ ہمارے مذہب کے پابند ہی نہ تھے مگر چونکہ ان کی یہ شکل فطرۃ سلیمہ کے خلاف تھی اور شیطان لعین کے حکم کے مطابق تھی اس لئے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو ان کی یہ مکروہ اور بری شکل دیکھنی گوارا نہ ہو سکی اُن سے مُنہ موڑ لیا اور ان کو بددعا یہ جملہ فرمایا کہ "تم پر ہلاکت ہو" ساتھ ہی یہ بھی تصریح فرمادی کہ میرے رب نے تو مجھے پوری داڑھی رکھنے اور مونچھیں کٹانے کا حکم فرمایا ہے۔ گویا جو داڑھی اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور جس کا اس نے حکم دیا ہے۔ اُس کی تعداد وہ ہے جو حضور اکرمؐ نے رکھ کر بتلائی کہ سینۂ مبارک بھر دیتی تھی پس آپ کے محب امتیوں کو غور کرنا چاہیئے کہ جو لوگ ان مجوسیوں کی اتباع کرکے روزانہ داڑھیاں منڈاتے ہیں یا پھر احرام کھولتے ہی داڑھی منڈانا شروع کر دیتے ہیں اور ان کے یہ اعمال روزانہ فرشتے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے پیش کرتے ہیں تو حضور علیہ السلام کو ان کی اس حرکت سے کتنا دکھ ہوگا۔ اور خدانخواستہ میدان قیامت میں حضور علیہ السلام کے اُمتی ایسی مکروہ شکل وصورت سے حضور صلے اللہ علیہ آلہٖ وسلم کے سامنے پیش ہوں تو اس وقت اگر حضور صلے اللہ علیہ وسلم ان سے منہ موڑ لیں تو کتنا خسارہ ہے!

یہ بات بہت ہی افسوسناک ہے کہ حجاج کرام کی اکثریت داڑھی منڈانے یا کترانے کے کبیرہ گناہ میں مبتلا رہتی ہے۔ اور علماء نے تصریح کی ہے کہ ! جو شخص حج کے دوران بھی کبیرہ گناہوں سے توبہ نہ کرے اس کا حج مبرور (مقبول) نہیں۔ اس لئے میری تجویز یہ ہے کہ سرکاری طور پہ مندرجہ ذیل اقدامات کئے جائیں۔

(۱) عازمین حج کو دیگر احکام کی تعلیم کے ساتھ ساتھ داڑھی کی اہمیت یاد دلائی جائے اور یہ کہ داڑھی منڈانا یا کترانا گناہ کبیرہ ہے۔

(۲) اس مسئلہ پر کتابچے چھپ چکے ہیں عازمین حج میں ان کی تقسیم کا اہتمام کیا جائے۔

(۳) اس امر کا اعلان کیا جائے کہ داڑھی والوں کی درخواستوں کو داڑھی منڈوں اور داڑھی کتروں کی درخواستوں پر ترجیح دی جائے گی۔

WEEKLY **Khatme-Nubbuwat** KARACHI
قرآن نمبر ۱۹۶۱ء Registered S. No. 3220

ختم نبوۃ

ہوئی ختم شاہِ عرب پر نبوت
نہ کوئی نبی آئے گا فی الحقیقت

ہوا جلوہ گر پہلے نورِ محمد
اور آخر میں بخشی خدا نے رسالت

محمد کا دین اب مکمل ہوا ہے!
قیامت کے دن تک یہی ہے شریعت

ہے اطاعت محمد کی اطاعت خدا کی
مسلمانوں کو کافی ہے قرآن و سنت

ہیں ہم امتی مصطفٰے کے جہاں میں
نہیں چاہیئے ہم کو بگڑی ارادت

کہے کوئی پھر بول کہ بعد از محمد
"نبی اک ہوا" تو کیسی شرافت

ہے فاجر وہ دنیا میں کذاب ہے وہ
یقیناً اُسے ہوگی ہر جا پہ ذلت

دکھاتا ہے سرگرمی کیوں اب تو ناداں
تیری رہبری کی نہیں ہے ضرورت

نہ ہرگز مسلمان گمراہ ہو گا!
ہے بیکار سب تیری کوشش یہ محنت

تری ہوگی رسوائی محشر میں کیسی
محمد کی جب ہوگی ہم پر شفاعت

دکھا دُرّہ فاروقی کا اس کو روحی
جو کرتا ہے ایمان و دیں سے شرارت

از :- ایم اے عزیز فاروقی
مصنف "درۂ فاروقی"